مسلمانوں کا علمی انہماک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

۱

۲ تا ۸ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بمطابق یکم تا ۷ جون ۱۹۹۵ء

سردار شوکت حیات خان کی تحریر کا تنقیدی جائزہ

قادیانی ملک و ملت کے غدار ہیں

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

مرزا قادیانی کو اس کی مخالفت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

یادِ رفتگاں

مولانا احمد علی لاہوریؒ

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

رضاعت کا مسئلہ

عامر رشد۔ کراچی

س :۔ میری پھوپھی نے ۔عمر ۱۴ سال علالت کے دوران میری والدہ کا دودھ بطور دوائی ایک ماہ تک پیا تھا بچے کے ساتھ اس وقت میری بڑی بہن گود میں تھی۔ میں بہت بعد میں پیدا ہوا تھا۔ اب میری عمر تقریباً ۲۸ سال ہے اور میری پھوپھی صاحبہ کی بیٹی کی عمر تقریباً ۲۲ سال ہے۔ کیا میرا اور مذکورہ پھوپھی زاد بہن کا عقد نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

ج :۔ مفتی بہ قول کے مطابق دو سال کے بعد دودھ پلانا بچے کو جائز نہیں البتہ اگر اڑھائی سال کے اندر اندر دودھ پلایا گیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی اڑھائی سال کے بعد دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی صورت مسئولہ میں چونکہ پھوپی صاحبہ نے چودہ سال کی عمر میں دودھ پیا تھا جو کہ مدت رضاعت سے نہایت متجاوز ہے' اس لئے آپ کا نکاح پھوپھی زاد بہن سے شرعاً صحیح ہے۔

قسطوں کا کاروبار

س ا :۔ قسطوں پر سامان بیچنے اور خریدنے کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔ آیا یہ کاروبار جائز ہے یا حرام؟

س ۲ :۔ اسلام میں عورت کی آواز کے بارے میں کیا حکم ہے نامحرم کیلئے کسی عورت کی آواز کہاں تک سننا جائز ہے نیز آج کل لاؤڈ اسپیکر پر گھروں میں میلاد شریف' اور خواتین کا وعظ عام ہے جسے زور و شور سے ہونے کی وجہ سے مرد حضرات بھی سننے پر مجبور ہیں کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بیچ کہ لاؤڈ اسپیکر پر خواتین کا بیان کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج ا :۔ قسطوں پر خرید و فروخت شرعاً جائز ہے اور ادھار میں نقد سے زیادہ قیمت مقرر کرنا بھی صحیح ہے بشرطیکہ مجلس عقد میں اولاً معاملہ کا ادھار یا نقد ہونا طے ہوجائے ادھار میں قیمت کی یہ زیادتی برا نہیں۔

۲ :۔ عورت کی آواز بھی شرعاً عورت ہے اور بلا ضرورت اس کا بھی پردہ لازم ہے مروجہ میلاد خود شرعاً قابل اشکال ہے چہ جائیکہ اس کے لئے ایک شرعی حکم کو توڑا جائے اور ایسی وعظ و نصیحت کا کیا فائدہ جو خود دائرہ شریعت سے متجاوز ہو بس مختصر یہ کہ نیکی برباد گناہ لازم کا صحیح مصداق ہے فقط واللہ اعلم

بے روزگاروں کے لئے اسکیم

عبدالکریم

س :۔ حکومت نے ایک پروگرام شروع کیا ہے کہ بے روزگار نوجوانوں کو قرض فراہم کرتی ہے (۲% سود) اسکے اوپر حکومت لیتی ہے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ قرضہ لے کر کاروبار کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

اور قرض جو حکومت سے مجبوری کی حالت میں اگر کوئی لیتا ہے جس کے اوپر اس آدمی کو (۱۲% سود) کے حساب سے قسطوں میں لوٹانا ہوتا ہے جائز ہے یا ناجائز

ج :۔ دونوں معاملے شرعاً ناجائز ہیں۔

غصے کی حالت میں طلاق کا حکم

س :۔ ایک آدمی نے غصہ میں آکر کہا کہ یہ میری بیوی مجھ پر طلاق ہو اگر فلاں کام کیا اسی دوران میں ملتا رہا پھر کچھ دنوں کے بعد وہ کام کیا پھر بھی بیوی سے ملتا رہا پھر کسی مدت کے بعد غصہ میں آکر کہا کہ بیوی مجھ پر طلاق ہو اگر میں نے فلاں کام کیا پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد وہ کام کر گزرا۔ پھر کسی وقت پھر غصہ میں آکر کہا کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو بیوی مجھ پر طلاق ہو پھر کام کر گزرا پھر بھی بیوی سے ملتا رہا ابھی اس کا کیا مسئلہ ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا تکیہ کلام بن گیا تھا مہربانی فرماکر جواب ارسال فرمادیں نوازش ہوگی۔

ج :۔ چونکہ وقوع طلاق کا یہ واقعہ تین مرتبہ پیش آچکا ہے اس لئے بیوی مغلظ ہوچکی اب بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا' اس شخص کو چاہئے فوراً بیوی سے الگ ہوجائے فقط واللہ اعلم

ظہار کا مسئلہ

گل زمین

س :۔ دو سال تقریباً ہوئے میں برے ماحول کے اندر جوا کھیلنے کا عادی تھا والدہ صاحبہ بڑی پریشان رہتی تھیں ایک دن اپنی والدہ سے میں نے کہا کہ آج کے بعد اگر میں نے جوا کھیلا تو میری بیوی مجھ پر ایسی ہو کہ بہن بہن۔ مگر اس وقت بیوی میرے ساتھ موجود نہ تھی۔ میں نے تہیہ کیا کہ آج کے بعد جوا نہیں کروں گا کچھ مدت کے بعد میں سعودی عرب گیا اور ایک سال تک میں نے جوا نہیں کھیلا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ بیوی مجھ سے جدا ہوجائے بیوی سے بیحد محبت تھی سعودی عرب سے ایک سال واپس ہو کر پھر کسی ساتھی نے مجھے مجبور کرکے جوا کھیلنے پر دوبارہ لایا کافی وقت کرتا رہا ابھی مجھے اللہ پاک نے تبلیغ میں نکلنے کی توفیق دی ابھی بیداری ہوئی فکر لگی کہ کیا ہوگا

ابھی چار مہینے میں کچھ وقت باقی ہے میں بڑا پریشان ہوں اور مسائل کا بھی کوئی معلوم نہیں ان پڑھ آدمی ہوں اگر آپ مہربانی فرماکر مجھے آسان اور سادہ الفاظ میں اس مسئلے کا جواب ذرا جلدی ارسال فرمادیں بڑی مہربانی ہوگی۔

ج :۔ یہ ظہار کے الفاظ ہیں چنانچہ شرط کے تحقیق سے ظہار واقع ہوگیا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے طلاق نہیں ہوتی لیکن کفارہ ظہار ادا کئے بغیر بیوی کے پاس جانا حرام ہے اور کفارہ یہ ہے دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے تب اس کے لئے بیوی کے پاس جانا حلال ہوگا۔ (ا)وکذا ان شبهها بمن لایحل له النظر الیها علی التابید من محارمه مثل اخته الخ

(ا) فقد حرمت علیه لایحل وطیها ولا مسها ولا تقبیلها حتی یکفر عن ظهاره الخ

(ا)وکفاره الظهار عتق رقبه فان لم یجد فیصام شهرین متتابعین فان لم یستطع فاطعام ستین مسکیناً الخ

(ہدایہ ج ۲ ص ۴۰۹)

باقی صفحہ ۲۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

کراچی

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر۱۴ | ۲ تا ۸ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بمطابق کیم تا ۷ / جون ۱۹۹۵ء | شمارہ نمبر۱

اس شمارے میں

آپ کے مسائل ۲
قادیانی مغالطے اور آئمہ مساجد کی ذمہ داری ۳
قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں ۶
امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ ۸
حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ۱۰
جہاد قیامت تک جاری رہے گا ۱۲
مسلمانوں کا علمی انہماک ۱۶
اسلام کا نظام دفاع ۱۹
اسلامی تہوار ۲۲
احکام خدا تعالیٰ عزوجل اور ہماری کوتاہی ۲۳
اخبار ختم نبوت ۲۵

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا اللہ وسایا • مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا محمد جمیل خان • مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب

حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین

ارشد دوست محمد

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش

ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ

امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر

یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر

متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳

کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ

سالانہ ۱۵۰ روپے

ششماہی ۷۵ روپے

سہ ماہی ۳۵ روپے

فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:

35 STOCKWELL GREEN

LONDON SW9 9HZ U.K.

PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ پریڈی لائن کراچی

قادیانی مغالطے اور آئمہ مساجد کی ذمہ داری

جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملازمت اور کاروباری زندگی میں قادیانی حضرات سے اکثر واسطہ پڑتا ہے۔ اور مسلمان نوجوانوں کی دینی معلومات سے عدم واقفیت سے فائدہ اٹھا کر یہ قادیانی اپنی مظلومیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ دیکھو تم لوگ بھی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہو۔ ہمارا بھی یہی کلمہ ہے۔ جس طرح تم نماز پڑھتے ہو اسی طرح ہماری نماز ہے۔ تمہارے ناموں جیسے ہمارے نام ہیں۔ قرآن کو تم لوگ بھی اللہ کی نازل کردہ کتاب مانتے ہو ہم بھی مانتے ہیں۔ پھر تم لوگ قادیانیوں کو کافر کیوں کہتے ہو؟ پھر تان اس پر ٹوٹتی ہے کہ یہ سب تمہارے مولویوں کا کیا دھرا ہے کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کرکے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ حقیقت سے ناواقف ہمارے نوجوان اس مرحلہ پر خاموشی کے زیور سجالیتے ہیں اور بعض زبان سے یا دل سے مولویوں کو کوسنے کی راہ اپنا کر اپنی خجالت کو چھپانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ جب ایسی خبر کان میں پڑتی ہے تو سر ندامت سے جھک جاتا ہے ایک ایک محلے میں مسلمانوں کی کئی کئی مساجد ہیں۔ مسلکی اختلافات اپنی جگہ، لیکن ہر مسجد کے امام صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر کے مقتدیوں کو خصوصیت کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت و اہمیت سے کماحقہ آگاہ کریں اور آنحضرت ﷺ کے بعد جن لوگوں نے نیا نبی بنا کر اپنی الگ نئی امت وضع کرلی ہے ان کی حقیقت ان کے عقائد و خیالات اور ان کی مغالطہ آمیزیوں سے ہوشیار کرتے رہیں۔ جس امام کے حلقہ اثر میں ایک بھی شخص قادیانی مغالطوں کا شکار ہو کر آنحضرت ﷺ کے دامن رحمت کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کے دجالی حلقہ میں پھنس گیا اس امام مسجد کو قیامت کے روز اس غفلت کوشی کا بہر صورت جواب دینا ہوگا۔ یہ مقام امامت کا بھی تقاضا ہے اور مقام علم کی بھی ذمہ داری ہے۔ اس سے پہلوتہی کسی بھی صورت ممکن نہ ہوسکے گی۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، بلاشبہ اسلام کی اولین بنیاد ہے۔ مسلمان اس کلمہ میں "محمد رسول اللہ" پڑھ کر جس ذات اقدس پر ایمان کا اعلان کرتا ہے وہ آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل مکہ شہر کے قبیلہ قریش کے خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ عبداللہ بن عبدالمطلب کے فرزند ارجمند تھے۔ جس ذات اقدس کی والدہ محترمہ آمنہ تھیں۔ وہ مکہ کی وادیوں میں جوان ہوئے چالیس سال کی عمر میں نبی آخر الزمان بن کر تاقیامت نسل انسانی کے لئے مبعوث ہوئے۔ قرآن و حکمت کی صورت میں اسلام جیسا دین روئے زمین پر عملاً" نافذ کرکے کار نبوت پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اور یہ اعلان خداوندی فضاؤں میں گونج اٹھا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اور پھر واشگاف الفاظ میں یہ اعلان بھی فرمایا کہ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ قادیانی گروہ ان حقائق کا کھلے لفظوں انکار کرکے آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین اسلام کو (العیاذ باللہ) منسوخ قرار دے کر آئندہ زمانہ کے لئے مرزا قادیانی کے من گھڑت نئے دین کو "اسلام" کا نام دینے پر اصرار کرتا ہے اور صرف اس نئے دین کے ماننے والوں کو اپنے گمان میں مسلمان سمجھتا ہے جس کے لازمی نتیجہ کے طور پر یہ گروہ تمام مسلمانوں کو اس نئے دین کو نہ ماننے کی وجہ سے اپنے تئیں غیر مسلم قرار دیتا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی بے شمار تحریروں میں مختلف عنوانات سے خود کو (نقل کفر کفر نہ باشد۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ) "محمد رسول اللہ" قرار دیا ہے لہذا قادیانی گروہ کے لوگ جب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس میں محمد رسول اللہ سے ان کی مراد مرزا قادیانی ہوتا ہے۔ یہ ہے وہ قادیانی مغالطہ جو عام نوجوانوں کو پریشان کردیتا ہے مسلمان محمد رسول اللہ کی اصل حقیقت پر ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور قادیانی انہی الفاظ سے مرزائی جعلی نبوت پر ایمان کا اعلان کررہے ہوتے ہیں۔

یہی حال ان قادیانیوں کی نماز کا ہے۔ ناموں کی مماثلت تو علاقائی معاشرت کے اثر سے ہے بہت سے عیسائی مسلمانوں سے ملتے جلتے نام رکھ لیتے ہیں۔ قرآن کا تورات و زبور اور انجیل کی طرح آسمانی کتاب ہونا تو قادیانی تسلیم کرتے ہیں مگر جس طرح سابقہ کتابیں حضور اکرم ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن کے ساتھ منسوخ قرار پاگئیں قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے اعلان نبوت کے بعد العیاذ باللہ قرآن اور اس کے اکثر احکام منسوخ ہوگئے کیا کوئی بھی مسلمان بہ ہوش و حواس قادیانیوں کی ان بیہودہ خرافات کو صحیح کہنے کی حماقت کا مرتکب ہوسکتا ہے۔

یہ چند اشارات ہم نے صرف ائمہ مساجد کی توجہ کے لئے ذکر کئے ہیں۔ خدارا آنکھیں کھولئے ہر مسجد کے قریبی حلقہ میں قادیانی ایسے مغالطوں سے نوجوان نسل کے ذہنوں کو مسموم کر رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے مسلکی اختلافات سے بالاتر ہو کر قادیانیوں کے مغالطوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی خدمت میں مصروف ہے اپنے قریبی مرکز سے رابطہ کر کے ضروری لٹریچر حاصل کیجئے اور اپنے حلقہ اثر میں مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے محنت کیجئے ورنہ یاد رکھئے! آخرت کی جواب دہی سے کوئی بھی عذر بچا نہ سکے گا۔

کل نفس ذائقة الموت

گورنر پنجاب چوہدری الطاف انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

"گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین حرکت قلب بند ہو جانے سے اتوار کی شام انتقال کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) وہ اپنی معمول کی مصروفیات نمٹا رہے تھے کہ شام سوا سات بجے کے قریب اچانک ان کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ طبی ماہرین کی ٹیم کو فوری طلب کیا گیا ان کی کوششوں کے باوجود گورنر پنجاب جانبر نہ ہو سکے۔ گورنر پنجاب گزشتہ ماہ اپنے طبی معائنے کے لئے وزیر اعظم کے ہمراہ امریکہ گئے تھے جہاں پر ڈاکٹروں نے ان کی حالت تسلی بخش قرار دی تھی۔ پنجاب کی تاریخ میں وہ واحد گورنر ہیں جن کا انتقال گورنر شپ کے دوران ہوا۔"

ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن موت آنی ہے۔ زندگی موہوم امید پر قائم ہے۔ موت یقینی اور اٹل حقیقت ہے وائے حسرت انسان موہوم اور امید پر مبنی چیز یعنی زندگی کے چند غیر یقینی لمحوں' دنوں اور سالوں کو خوب صورت آرام دہ اور پر آسائش بنانے کی تگ و دو میں تو مصروف رہتا ہے لیکن یقینی پیش آنے والی چیز موت کو خوبصورت اور آرام و آسائش والی بنانے کی فکر سے نا آشنا رہتا ہے۔ موت سب کو آئی اور جو موجود ہیں ان کو بھی آئے گی اور جو آئندہ آئیں گے وہ بھی اس کے ہاتھوں بچ نہ سکیں گے مگر بعض لوگوں کی موت قابل رشک نظر آتی ہے اور بعض اموات میں عبرت کے سامان پنہاں ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام اور صلحاء کو بھی اس سے سابقہ پیش آیا اور نمرود و فرعون اور ان کے ہم صفات و ہم مشرب حکمرانوں کو بھی یہ جرعہ تلخ پینا پڑا۔ اس پردے کے پیچھے ایک لازوال اور ابدی زندگی کی شروعات ہوتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس پردے کے پیچھے والی زندگی کو خوبصورت اور پر آسائش بنانے کے طریقے سکھائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان طریقوں کو کامل ترین صورت میں صحابہ کرام کو سکھایا اور انہوں نے یہ "کامل ترین صورت" اس وقت کی آباد دنیا کے دور کناروں تک پہنچانے اور سکھانے کا فریضہ کماحقہ ادا کیا۔ ان کے بعد یہ فریضہ علماء و صلحاء امت آج تک نبھانے کی محنت میں مصروف ہیں۔

یوں تو ہر مرنے والا یہ پیغام چھوڑ کر جاتا ہے کہ "یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔" گورنر پنجاب اپنے اعمال نامے کے ساتھ بھی دربار خداوندی میں پیش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمائیں۔ ان کا تعلق پاکستان کے مقتدر طبقے سے تھا۔ اس لئے اصحاب اقتدار کے لئے وہ بہت سے عبرت آموز پہلو چھوڑ گئے ہیں۔ مثلاً" علماء اور دینی اداروں کے خلاف ان کا سخت رویہ ان کے کسی کام نہ آیا۔ پنجاب کی حدود میں نام نہاد عدالتی کارروائی کے ذریعہ ' آقائے دو جہاں ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہین کے مجرموں کو باعزت بری کرا کے وی آئی پی کے اعزاز کے ساتھ بیرون ملک بھجوانے کا حکم دینے والے اعلیٰ اصحاب اقتدار ان کے جانے کے بعد چند رسمی جملوں کے سوا ان کی کچھ مدد نہ کر سکے۔ ان کے زیر اقتدار صوبے میں ختم نبوت کے منکرین قادیانی کھلے عام مسلمانوں کے ارتداد کا کھیل کھیلتے رہے' اور ریاستی تحفظ ان کو حاصل رہا۔ مگر اس کھیل کے تمام شرکاء اور ان کے سرپرست ان کی زندگی میں چند لمحوں کا اضافہ کروانے سے عاجز رہے اور اس طرح کے بہت سے اور پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔

سابق گورنر الطاف حسین کی کرسی سنبھالنے والے اور انہیں کرسی دینے والے' سبھی کے لئے یہ عبرت آموز سبق ہے کہ اقتدار کی قوت موت کے سامنے بے بس ہے۔ آج نہیں تو کل ہر ایک کو دربار خداوندی میں حاضری دینی ہے۔ اعمال نامے کے دیگر امور کا معاملہ تو ایک طرف' کم از کم اقتدار کی قوت کے ذریعہ دینی شعائر کی بیخ کنی اور اسلام دشمن قوتوں کی پشت پناہی جیسے سنگین جرائم سے اپنے نامہ اعمال کو پاک رکھنے کی تو فکر کریں۔ بے شک اللہ کی چادر رحمت وسیع تر ہے لیکن جو خبر اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے اپنے بندوں تک پہنچائی ہے اس کے مطابق محمد عربی ﷺ کے دشمنوں کے لئے اخروی محرومی کے سوا کچھ نہیں رکھا گیا۔ اور ان دشمنوں کی پشت پناہی کرنے والوں کو اپنا مقام خود ہی متعین کر لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہمارے حکمرانوں کو بھی صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کا حامی ناصر قبول فرمائے آمین۔

قادیانی ملک و ملت کے غدار ہیں

سردار شوکت حیات خان کی تحریر کا تنقیدی جائزہ

مولانا محمد اورنگ زیب اعوان۔ اسلام آباد

روز نامہ خبریں ۲۸ر اپریل سنہ ۹۵ء کی اشاعت میں پاکستان مسلم لیگ کے سابق صدر سردار شوکت حیات خان کی تصنیف (The Nation that Lost its Soul) کے اقتباسات شائع ہوئے ان اقتباسات میں سے ایک اقتباس قادیانی جماعت کی پاکستان دوستی سے متعلق بھی ہے جس میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے کہنے پر سردار شوکت حیات خان تحریک پاکستان کے دنوں میں قادیان گئے اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود سے تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیابی کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی اس درخواست پر مرزا بشیر الدین محمود نے کہا کہ "قائد اعظم کو ہماری طرف سے بتا دیں کہ ہم پاکستان کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اور پوری طرح تحریک پاکستان کی مدد کر رہے ہیں اور جہاں تک میرے پیروکاروں کا تعلق ہے کوئی احمدی کسی مسلم لیگی امیدوار کی مخالفت' یا اسکا مقابلہ نہیں کریگا"۔

اس اقتباس سے ایک عام قاری کو یقیناً" یہ تاثر ملے گا کہ قیام پاکستان کے لئے واقعی قادیانی جماعت کا بڑا کردار ہے جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ قادیانی جماعت تحریک پاکستان اور پاکستان کی سخت مخالف جماعت ہے۔ اور قادیانی جماعت اس حقیقت سے فرار حاصل نہیں کر سکتی کہ وہ تقسیم ملک اور قیام پاکستان کی مخالف تھی اور یہ مخالفت انھوں نے آخری وقت تک جاری رکھی بلاشبہ بعض مسلمانوں نے بھی تقسیم ملک کی مخالفت کی لیکن یہ ان کی سیاسی رائے تھی اور انھوں نے قیام پاکستان کے بعد نہ صرف اس حقیقت کو ذہنی اور قلبی طور پر تسلیم کیا بلکہ پاکستان کے استحکام اور دفاع کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے پاکستان کو ذہنی طور پر ابھی تک تسلیم نہیں کیا اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مرنے والے قادیانیوں کو ربوہ میں امانتاً" دفن کیا جاتا ہے مرزا بشیر الدین محمود کی قبر پر یہ کتبہ لگا ہے جس پر یہ عبارت درج تھی کہ "جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان دفن کیا جائے"۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی پاکستانی مٹی میں دفن ہونا کیوں پسند نہیں کرتے؟

ایک محب وطن پاکستانی کے لئے سب سے بڑا اعزاز یہی ہے کہ مرنے کے بعد اسے پیارے وطن کی مٹی نصیب ہو۔ چاہئے تو یہ کہ تمام قادیانی مردوں کو یہاں سے نکال کر بھارت منتقل کر دیا جائے یا انہیں بحر الکاہل کی موجوں کے سپرد کر دیا جائے پتہ نہیں سمندر کی موجیں بھی ارتداد کی گندی لاشوں کو قبول کرتی ہیں یا نہیں؟

مرزا بشیر الدین محمود کی قبر پر لگا رہنے والا کتبہ قادیانیوں کی نمک حرامی' ملک سے غداری اور ان کے نہاں خانہ دماغ میں چھپے ہوئے مکروہ عزائم کا آئینہ دار ہے۔ یہ کتبہ کچھ عرصہ قبل اتار لیا گیا کیونکہ یہ دراصل وہ آئینہ تھا جس میں انھیں اپنا مکروہ چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا مرزا بشیر الدین کی وصیت کے الفاظ برصغیر کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کی مخالفت کے پس منظر میں غور فرمائیں کہ وہ کون سے سازگار حالات ہیں جن میں ان کی میتوں کو پاکستان سے نکال کر بھارت میں منتقل کیا جاتا ہے؟ اتنا عرصہ گذر جانے کے باوجود اس نیکی کے کام میں تاخیر کیوں کی گئی ہے؟ آخر قادیانی جماعت کو کون سے سازگار حالات درکار ہیں؟ یہی وہ نکتہ ہے جس سے قادیانی جماعت کے سیاسی عزائم کا پتہ چلتا ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کا یہ بیان بڑا حیرت انگیز اور چونکا دینے والا ہے کہ "ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں"۔

(الفضل ۱۷ مئی سنہ ۴۷ء)

قادیانی جماعت اکھنڈ بھارت پر یقین و ایمان رکھتی ہے اور اس کا دوسرا نام وہ "سازگار" حالات ہیں جن کا قادیانی جماعت کو شدت سے انتظار ہے پاکستان کو نقصان پہنچا کر اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہی اکھنڈ بھارت بن سکتا ہے تب ہی وہ سازگار حالات ہوں گے جن میں قادیانی اپنے مردوں کو پاکستان کی سرزمین سے نکال کر اپنی من پسند بھارت کی مٹی کے حوالے کریں گے۔

قادیانی جماعت کی ریشہ دوانیوں اور بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم کا اعلان ہو گیا تو قادیانیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک

زبردست وار کیا یہ قادیانیوں ہی کی سازش کا نتیجہ تھا کہ گورداسپور کا ضلع (جس میں قادیانی جماعت کا مرکز قادیان واقع ہے۔) بھارت میں شامل کردیا گیا۔ جن دنوں حدبندی کمیشن بھارت اور پاکستان کی حدبندی کی تفصیلات طے کررہا تھا کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنے اپنے دلائل پیش کررہے تھے اس وقت حد بندی کمیشن کے سامنے قادیانی جماعت نے اپنا الگ میمورنڈم پیش کیا جس میں قادیان کو (Victgen Cituy) قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا اور اس میں اپنی تعداد‘ علیحدہ مذہب‘ اپنے سول اور فوجی ملازمین کی کیفیت‘ آبادی وغیرہ کی تمام تفصیلات درج کیں۔ حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب (Partition of the Punjab) جلد نمبرا صفحہ نمبر۴۲۸ تا صفحہ نمبر۴۶۹ پر قادیانی جماعت کا میمورنڈم اور جملہ تفصیلات درج ہیں۔ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو اپنا نقشہ بھی دیا جو انھوں نے سنہ ۱۹۴۰ء میں شائع کیا تھا۔ اس نقشہ میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا گیا یہ نقشہ بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ باؤنڈری کمیشن نے اس میمورنڈم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے خارج قرار دے کر گورداسپور کو بھارت کے حوالہ کردیا یہ پاکستان کے خلاف ایک خطرناک سازش تھی ضلع گورداسپور کیا گیا کشمیر بھی پاکستان سے کٹ گیا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ کشمیر کا مسئلہ آج تک حل نہ ہوسکا۔ قادیانیوں کے آنجہانی چوہدری ظفراللہ نے اس وقت منافقانہ کردار ادا کیا لطف کی بات یہ کہ وہ مسلم لیگ کی طرف سے وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

ہم کو ہے ان بتوں سے وفا کی امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

بہر حال یہ سبھی کچھ کو تاریخ کے سینے میں محفوظ ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قادیانیوں نے مسلمانوں کو زک پہنچانے کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے دیا ہو۔ مندرجہ بالا حقائق کو پڑھ کے کوئی ذی شعور یہ تاثر نہیں قائم کرسکتا کہ تحریک پاکستان کی کامیابی اور ملک عزیز پاکستان کے استحکام میں قادیانی جماعت کا کوئی کردار ہے۔

بزرگ مسلم لیگی رہنما سردار شوکت حیات خان نے اپنی کتاب میں لیاقت علی خان مرحوم کی بھی بڑی کردار کشی کی ہے اس حوالے سے گذارش ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کی رحلت کے بعد لیاقت علی خان” پاکستان کے پہلے وزیراعظم بنے وہ صحیح معنوں میں ایک مخلص‘ بے لوث‘ محب وطن اور دردِ دل رکھنے والے پاکستانی راہنما تھے لیکن انھیں راول پنڈی کے ایک جلسہ عام میں گولی مار کر شہید کردیا گیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی تعمیر و ترقی‘ استحکام اور اس کے دفاع میں ملک دشمن طاقتوں کے خلاف لیاقت علی خان سب سے بڑی رکاوٹ تھے کیونکہ ان کی شہادت کے بعد پاکستان سازشوں‘ ریشہ دوانیوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کی سرگرمیوں کی آماجگاہ بن گیا لیاقت علی خان کا قتل پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک بہت بڑا سانحہ تھا۔

روزنامہ جنگ مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۸۶ء اور ہفت روزہ تکبیر کراچی مارچ سنہ ۱۹۸۶ء میں پاکستان کے سراغ رساں جیمز سالومن ونسنٹ کی یادوں کی حوالے سے بتایا گیا کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی کنزے نے قتل کیا تھا۔ اس قادیانی کی پرورش آنجہانی ظفراللہ خان نے کی تھی۔ لیاقت علی خان کے قتل سے متعلق یہ رپورٹ آج بھی سنٹرل انٹیلی جنس کراچی کے دفتر میں موجود ہے۔ جیمز سالومن کے انکشاف نے ملک بھر کے سیاسی حلقوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ جیمز سالومن کا انکشاف مبنی بر حقیقت ہے کیونکہ لیاقت علی کان کا قتل اپنے پیچھے ایک مخصوص پس منظر رکھتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم راہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حکم پر قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے کراچی میں لیاقت علی خان سے ملاقات کی تھی اس ملاقات میں قاضی صاحب مرحوم نے ملک کے وزیراعظم کے سامنے قادیانیوں کے مذہبی عقائد اور سیاسی عزائم کے دستاویزی ثبوت پیش کئے‘ لیاقت علی خان کو پہلی مرتبہ سامراجی گماشتوں کے سیاسی عائم کا علم ہوا تو انھوں نے‘ نہ صرف قاضی صاحب مرحوم کا شکریہ ادا کیا بلکہ یہ تاریخی جملہ کہا کہ "اب یہ بوجھ آپ کے کندھوں سے اتر کر میرے کندھوں پر آن پڑا ہے"۔ قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں اور خفیہ عزائم کا مشاہدہ کر کے لیاقت علی خان کے دل میں قادیانیوں کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوگئی۔

سیالکوٹ میں قاضی احسان احمدؒ اور لیاقت علی خان“ کی آخری ملاقات ہوئی جس میں انھوں نے قاضی صاحب کو یقین دلایا تھا کہ وہ قادیانی جماعت اور خصوصاً ظفراللہ خان کے بارے میں عملی قدم اٹھانے والے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ لیاقت علی خان مرحوم نے ظفراللہ خان کو وزارت سے ہٹانے کا فیصلہ کرلیا تھا اور وہ راول پنڈی کے جلسہ عام میں اس کا اعلان کرنے والے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت بھی لیاقت علی خان کے ذہن میں جنم لینے والی نفرت سے آگاہ ہوچکی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ظفراللہ خان نے اپنے لے پالک جرمن باشندے جیمز کنزے کے ہاتھوں پاکستانی قائد کو ٹھکانے لگوادیا۔ جیمز کنزے لیاقت علی خان کو قتل کرنے کے بعد ربوہ گیا جہاں سے اسے بیرون ملک چلتا کردیا گیا۔ اور سید اکبر کو لیاقت علی خان کا قاتل مشہور کردیا گیا۔ یہ لیاقت علی خان کا پہلا قصور تھا جس کی پاداش میں انہیں گولی کا نشانہ بنایا گیا۔

لیاقت علی خان کا دوسرا قصور یہ تھا کہ انھوں نے کشمیر کی جنگ کے بعد بھارت کو مکا دکھایا تھا یہ مکا پاکستان کے غیور عوام کے اتحاد کا مکا تھا یہ غیر اسلامی اور جذبہ جہاد کا ترجمان مکا تھا یہ دشمن کے مکروہ عزائم کو خاک میں ملانے کا مکا تھا اس مکا کے لہرانے کا سب سے زیادہ دکھ قادیانی جماعت کو ہوا کیونکہ اکھنڈ بھارت کا عقیدہ رکھنے والی جماعت بھارت کے خلاف اٹھنے والے مکے کو کیونکر برداشت کرسکتی تھی۔

لیاقت علی خان کے قتل کے بعد ملک میں اہم سیاسی شخصیات قتل ہوئیں جن کے قتل کا سراغ ہنوز نہیں مل سکا۔ اگر قادیانی جماعت ملک کے برسراقتدار وزیر اعظم کو ٹھکانے لگا سکتی ہے تو عام سیاسی راہنماؤں کو قتل کرنا اس خطرناک جماعت سے کوئی بعید نہیں۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

ابو الحسن منظور احمد شاہ آسی

ایک وہ وقت تھا جب رعایا چین سے نیند کرتی تھی اور حکمران رات کو پہرہ دیا کرتے تھے گشت کرتے تھے تاکہ کوئی ظالم رات کی تاریکی میں کسی کمزور پر ظلم نہ کرتا ہو۔ رعایا کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوتا تھا ایک نوجوان عورت تنہا زیور پہن کر قادسیہ سے مدینہ تک جاتی تھی راستہ میں کسی کا خوف نہ ہوتا تھا خلیفہ وقت کی یہ حالت تھی خدا کا اتنا خوف اور عوام کی اتنی فکر کہ دریائے فرات کے کنارے کتا بھی پیاسا مرجائے تو اس کی جوابدہی بھی عمر فاروق سے ہوگی ایک آج کا دور ہے حکمرانوں کی حفاظت کے لئے رات دن سینکڑوں گارڈ پہرہ دیتے ہیں اندرون ملک بھی اگر آنا جانا ہو تو ہفتہ دس دن پہلے پولیس کے ہزاروں جوان باوردی اور بے وردی متعین کئے جاتے ہیں عوام اپنے محبوب رہنماؤں کی ایک جھلک دور ہی سے دیکھ سکتے ہیں آخر رعایا اور حکمرانوں میں یہ دوری یہ بعد یہ فاصلہ کیوں؟ ایک وہ جمہوری دور ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کو یہ جرات ہے کہ خلیفہ وقت سے معمولی بات پر جواب طلبی کرسکتا ہے ایک آج کا نام نہاد جمہوری دور ہے کہ اگر سچی بات کہی جائے تو کھال کھینچ دی جاتی ہے حکام کی نازک مزاجی میں تنقید برداشت کرنے کی عادت نہیں ہے میں خلیفہ راشد سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور کے چند گشت کے واقعات بتانا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ واقعی عوام کے خادم تھے اور عملی طور پر خدمت کرتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق ایک رات گشت پر نکلے ایک خیمہ نظر آیا قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک اجنبی آدمی خیمہ کے باہر حیران پریشان بیٹھا ہوا ہے آپ نے اس شخص سے پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ وہ جواب دے ہی رہا تھا کہ اندر سے کسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے اس بدو نے کہا کہ میاں جاؤ اپنا کام کرو تم کون ہوتے ہو یہ پوچھنے والے آپ نے اس کی بات کا نہ تو غصہ منایا نہ اس کو ڈانٹا حالانکہ وہ بدو انہی کو ملنے کے لئے آیا تھا لیکن نہ جانتا تھا آپ نے اصرار کرکے اس سے پوچھا اور فرمایا کہ ہوسکتا ہے میں تمہارے کسی کام آجاؤں۔ چنانچہ اس بدو نے بتایا کہ میری بیوی کے ہاں بچے کی ولادت کا معاملہ ہے آپ نے اس سے پوچھا کہ کوئی عورت بھی اس کے پاس موجود ہے بدو نے کہا کہ کوئی عورت نہیں۔ آپ فوراً گھر گئے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ سے فرمایا میرے ساتھ چلو ایک ثواب کا کام ہے ایک مسافر کے خیمے میں زچگی کا معاملہ ہے اور جو اشیاء ضرورت ہوتی ہیں ساتھ رکھ لو حضرت ام کلثومؓ فوراً کھڑی ہوگئیں کیوں نہ جاتیں آخر وہ حسنؓ و حسینؓ کی پیاری بہن تھیں حضرت علیؓ کی لخت جگر تھیں۔ امیر المومنین کے ساتھ چل پڑیں جب آپ خیمہ کے قریب پہنچے تو اس بدو سے اجازت لے کر حضرت ام کلثومؓ کو خیمے میں بھیج دیا اور خود باہر چولھے پر ہنڈیا رکھی آگ جلائی اور ملیدہ سا تیار کیا کچھ دیر کے بعد آپ کی زوجہ محترمہ نے خیمے سے سر باہر نکال کر فرمایا امیر المومنین اپنے دوست کو خوشخبری دیجئے کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہے اب اس بدوی کو پتہ چلا کہ جس ہستی کو ملنے کے لئے میں طویل سفر کرکے آیا وہ یہ ہیں بدو دل میں بہت گھبرایا کہ میں نے تو امیر المومنین کو پہلے ڈانٹ دیا تھا۔ آپ بھانپ گئے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ صبح دربار میں آنا میں تمہاری مدد کروں گا۔

ایک دفعہ ملک شام کے سفر سے واپس تشریف لائے تو دوران گشت ایک بوڑھی اماں سے ملاقات ہوئی انجان بن کر بوڑھیا سے پوچھا کہ تمہارا امیر المومنین کیسا آدمی ہے وہ جانتی نہ تھی کہ یہ امیر المومنین خود ہیں اس نے خوب کھری کھری سنائیں اور کہنے لگی جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے میری اس نے کوئی مدد نہیں کی ایک پیسہ بھی نہیں دیا وہ ایسا ہے ویسا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے فرمایا بی اماں تم اپنا ماجرا جاکر اس کو سناتی تو تمہاری ضرور مدد کرتا اس کو تمہارے حالات کی کیا خبر ہے؟ بی اماں نے کہا کہ اس کا حق ہے کہ رعایا کی خبر گیری کرے آخر کس لئے خلیفہ ہوا ہے یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم فرمانے لگے کہ واقعی امیر المومنین نے تم پر ظلم کیا ہے مجھے خلیفہ کے حال پر رحم آتا ہے جو جرم امیر المومنین نے کیا ہے اس کے بدلے بتائیں کیا لے کر اس کو معاف کردیں گی بڑھیا نے کہا تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ حقیقت ہے یہ باتیں ہورہی تھیں کہ اتنے میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ تشریف لائے اور آتے ہی کہا السلام علیکم یا امیر المومنین! بڑھیا نے جب امیر المومنین کا لفظ سنا تو اس کے ہوش و حواس گم ہوگئے کہ نجانے اب امیر المومنین مجھے کیا سزا دیں کیونکہ میں نے تو کافی برا بھلا ان کو منہ پر کہہ دیا ہے سیدنا فاروق اعظمؓ نے بوڑھی اماں کو تسلی دی اور چمڑے کے ٹکڑے پر ایک تحریر لکھوائی کہ جو "ظلم امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے اس بوڑھی اماں پر کیا ہے وہ پچیس اشرفیوں کے بدلے میں معاف کرتی ہوں

اب قیامت کے دن خدا کے سامنے عمر فاروق کی شکایت نہیں کروں گی اس تحریر پر حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی گواہی ثبت کی گئی۔

ایک دفعہ رات کو گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آرہی ہے دروازے میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک عورت بیٹھی ہے اور چولہے پر دیگچی چڑھا رکھی ہے اور اردگرد بچے بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ اس عورت سے ماجرا پوچھا اس نے بتایا کہ بچے بھوک سے رو رہے ہیں اور ان کے بہلانے کے واسطے خالی پانی ہنڈیا میں رکھا ہوا ہے تاکہ یہ کسی طرح پر سو جائیں سیدنا عمر فاروقؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تیزی سے واپس لوٹے بیت المال جاکر کھولا اس میں سے آٹا، چربی، کھجوریں، گھی وغیرہ لیا ایک بوری بھری اور خادم حضرت اسلم سے کہا کہ میری کمر پر رکھ دو خادم نے درخواست کی حضرت میں اٹھا کر لے جاتا ہوں آپ نے فرمایا کہ نہیں قیامت کے دن بازپرس تو مجھ ہی سے ہوگی۔ جب اس گھر میں پہنچے تو بوری اتاری اور اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کیا اور بچوں کو کھانا نکال کر خود کھلایا۔ بچوں کی ماں یہ سارا ماجرا دیکھ رہی تھی کہنے لگی خلیفہ ہونے لائق تو تم تھے لوگوں نے ویسے عمر فاروق کو بنادیا۔ وہی بچے جو پہلے بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے جب کھانا کھاچکے تو کھیلنے لگے سیدنا فاروق اعظم ان بچوں کے چہروں کو غور سے دیکھ رہے تھے جب باہر آئے تو حضرت اسلمؓ نے پوچھا امیرالمومنین ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ ان بچوں کے چہروں کو غور سے دیکھ رہے تھے اس کی کیا وجہ تھی آپ نے فرمایا کہ میں نے ان بچوں کو روتا ہوا دیکھا تھا میں چاہتا تھا کہ ان کو ہنستا ہوا بھی دیکھ لوں تاکہ کل قیامت کو جواب دے سکوں عوام کے ایسے خادم حکمران اب کہاں ہوسکتے ہیں۔

ایک دفعہ سیدنا فاروق اعظمؓ مسجد سے باہر تشریف لائے تو راستے میں ایک بی بی ملی اور امیرالمومنین سے کہنے لگی اے عمرا خدا نے تمہیں امیرالمومنین کے منصب پر پہنچایا خیال کرنا خدا کا خوف کرنا مجھے تمہارا وہ وقت یاد ہے جب لوگ تم کو عمر کہتے تھے تم اونٹ چرایا کرتے تھے تمہارا باپ خطاب تمہارا کان مروڑا کرتا تھا پھر تم عمر بن الخطاب کہے اور اب امیرالمومنین ہو۔ جارود کہنے لگے خدا کی بندی تم نے امیرالمومنین سے بڑی گستاخانہ باتیں کی ہیں تو امیرالمومنین فاروق اعظمؓ سے جارود نے کہا تم جانتے ہو یہ بی بی کون ہیں جارود نے کہا امیرالمومنین میں تو نہیں جانتا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ یہ خولہؓ بنت حکیم ہیں ان کی باتیں خدا نے ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر سنی ہیں عمر کو زیادہ مناسب ہے ان کی بات کو توجہ سے سنے۔

ایک رات آپ گشت کے دوران گلی سے گزر رہے تھے تو ایک گھر سے آواز آئی بیٹی دودھ میں پانی ملادے۔ بیٹی نے کہا کہ ماں جی! امیرالمومنین نے اعلان کیا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے بوڑھی ماں نے کہا بیٹی اس وقت یہاں امیرالمومنین

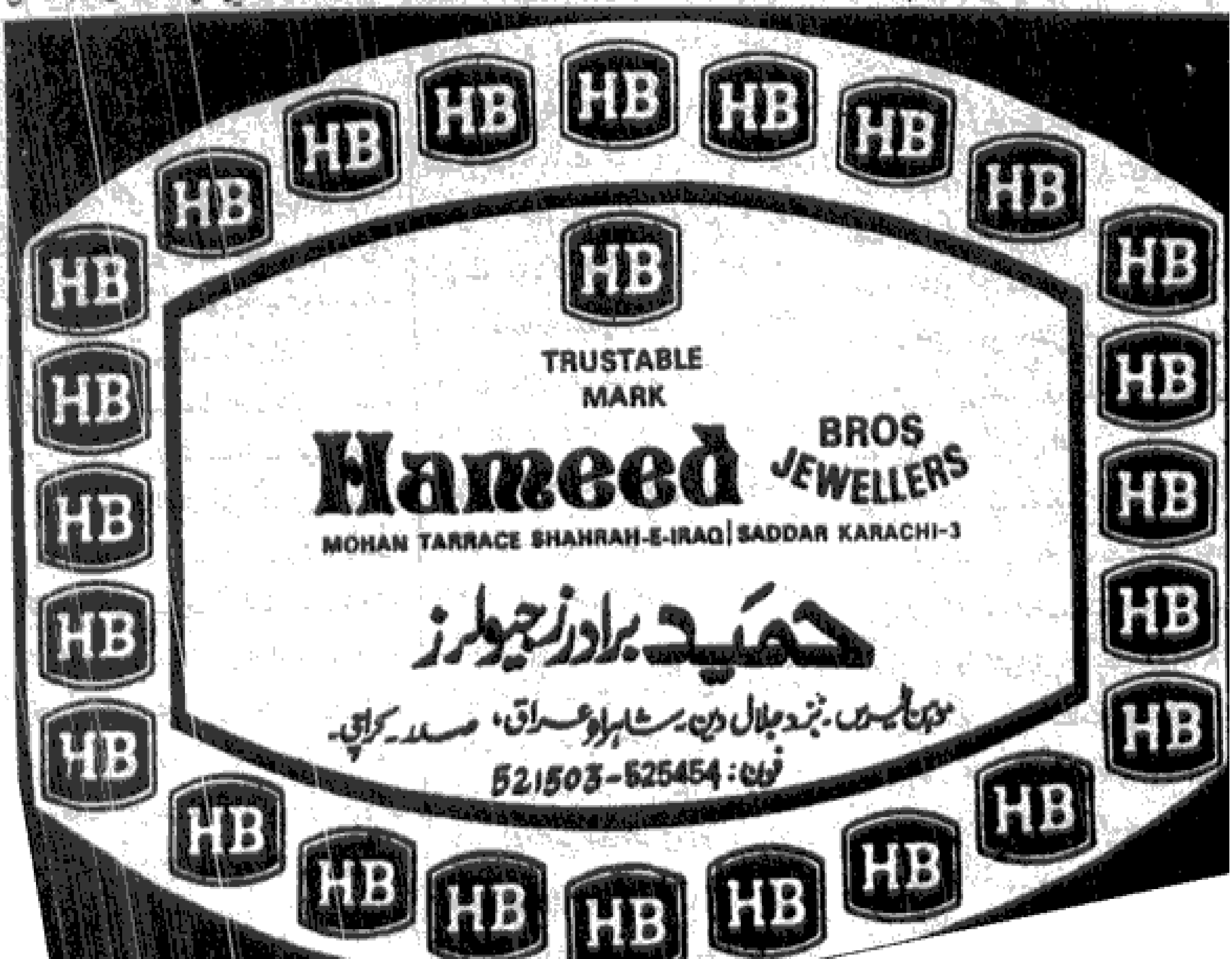

کہاں اور نہ اعلان کرنے والا موجود ہے تم پانی ملا دو۔ بیٹی نے کہا کہ اماں جی! امیر المومنین تو موجود نہیں لیکن خدا تو دیکھ رہا ہے۔ اماں جان یہ بھی تو مناسب نہیں کہ ہم سامنے تو خلیفہ کی اطاعت کریں اور پس پشت مخالفت! اور امیر المومنین نہیں دیکھ رہے لیکن خدا تو موجود ہے۔ آپ نے جب باہر یہ باتیں سن لیں تو بہت اثر ہوا اور غلام سے فرمایا اس دروازے پر نشان لگا دو۔ جب صبح ہوئی تو دونوں ماں بیٹی دربار میں طلب کیں اور رات دونوں کی بات چیت بتائی اور بوڑھیا سے فرمایا کہ ایسی نیک بیٹی کا رشتہ میں اپنے بیٹے عاصم کے لئے طلب کرتا ہوں بوڑھی اماں کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا بخوشی منظور کر لیا چنانچہ اسی بیٹی کی اولاد سے سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے خلفائے راشدین کے بعد جن کا مثالی دور تھا۔ سبحان اللہ۔

ایک روز سیدنا فاروق اعظمؓ راستہ سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص ایک عورت سے بات چیت کر رہا ہے آپ نے اس آدمی کے درود سے مارے۔ اس شخص نے کہا امیر المومنین یہ میری بیوی ہے۔ فرمایا کہ تم راستہ میں کھڑے ہو کر کیوں بات چیت کر رہے ہو ایک تو مسلمان تم سے بدگمان ہوں گے دوسرا تمہاری غیبت کریں گے اس نے کہا امیر المومنین ہم ابھی مدینہ میں آئے ہیں اور قیام کا مشورہ کر رہے تھے یہ سن کر حضرت عمرؓ نے درہ اس کو دیا اور کہا مجھ سے غلطی ہوئی ہے اب تم بدلہ لے لو۔ اس نے کہا میں آپ سے بدلہ نہیں لیتا میں نے آپ کو معاف کیا۔ آپ نے پھر اصرار کیا کہ بدلہ لے لو اس نے کہا میں نے اللہ کے واسطے آپ کو معاف کر دیا۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس کا بہتر بدلہ دے۔ ایسا منصف اور خدا کا خوف رکھنے والا خلیفہ خلفائے راشدین کے بعد چشم فلک نے دیکھا ہو گا۔ اس کا جواب "یقیناً" نفی میں ہو گا۔ یہ ان لوگوں کا خاصہ تھا رعیت سے ہمدردی، محبت اور اس کی نگرانی اپنی اولاد سے زیادہ کرتے تھے اور دل میں یہی خیال ہوتا تھا کہ اگر ان کے ساتھ ہم سے زیادتی ہوئی یا کسی اور نے زیادتی کی تو ہمیں ہی اس کی جوابدہی قیامت کے دن کرنی ہو گی، لیکن زیادتی کرنا حکمران اپنا حق سمجھتے ہیں۔

●●

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

حفیظ رضا پسروری

اگر ہم کسی ایسی شخصیت کی تلاش میں نکلیں جو فضائل و تبحر علمی، خصائص سیرت علم و تقویٰ، استقامت عمل، ملی و قومی، اسلامی تبلیغی خدمات میں جامعیت، دعوت اسلامی کے احیاء، ملت اسلامیہ کی سربلندی کے لئے نامور، اصلاح معاشرہ کے لئے ہر وقت سرگرم عمل، جس کی حکمت و دانائی اور روحانی عظمت نے ایک دنیا کو متاثر کیا ہو، جس نے ہزارہا طالبان علوم دینی کو فیضیاب کیا ہو، جو برصغیر میں فکر ولی اللٰہی کا بے باک ترجمان ہو، جو فقر و استغناء کی تفسیر ہو، جس کے حسن عمل کے سامنے بڑے سے بڑے لوگ ہاتھ باندھے کھڑے ہوں، جو اپنے وطن کی آزادی اور استحکام کے لئے بڑی سے بڑی صعوبتوں کو اپنے لئے سرمایہ آخرت سمجھتا ہو، جو تحفظ ناموس رسالتؐ کا مردانہ وار دفاع کرنے میں ہر محاذ پر موجود ہو، جس نے اپنی زبان سے شاید کوئی حکم جاری نہ کیا ہو لیکن دنیا اس کے ہونٹوں کی جنبش کی منتظر ہو، یہ شرف انسانی برصغیر میں جہاں ولی اللٰہی تحریک کے حوالے سے متعلق علماء حق کی پاکباز جماعت کو حاصل ہوا اور جن میں کئی معزز و محترم خطباء، علماء، محدثین مفسرین شیخ و صوفی، مصلح مدرس و منتظمین، ادیبوں اور صحافیوں کے اسمائے گرامی وہاں ان تمام اوصاف حمیدہ کی حامل شخصیت، جس کا نام اور مقام انتہائی منفرد اور ممتاز نظر آئے گا وہ بے شک حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کی شخصیت تھی۔ جن کی یاد، ذکر اور فکر آج بھی ہزاروں دلوں میں ایمان و ایقان کی روشنی لئے ہوئے ہے۔ نصف صدی سے زیادہ پر عزم اور ایمان پرور مجاہدہ کا سفر کر کے حضرت ١٨ رمضان المبارک ١٣٨١ھ بمطابق ٢٣ فروری ١٩٦٢ء کو اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری کا پیام آجانے پر نماز عشاء میں بحالت سجدہ انتقال فرما گئے اور لوگوں کے ایک بہت بڑے عاشقانہ ہجوم نے تبلیغ و اشاعت دین کے اس آفتاب کو میانی صاحب کے قبرستان میں آنسوؤں کے ایک سیل رواں کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت گکھڑ، ضلع گوجرانوالہ سے قریباً ٣ میل دور ایک قصبہ جلال آباد میں پیدا ہوئے آپ کے والد شیخ حبیب اللہ ایک نومسلم تھے انہیں دین سے والہانہ لگاؤ تھا ان کے والد گرامی نے پیدائش سے پہلے ہی مولانا احمد علی کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور اس فرض کی بجا آوری میں مولانا نے اپنے زندگی کے ایک ایک لمحہ کو وقف کئے رکھا۔ آپ کی تاریخ ولادت جمعہ ٢ رمضان المبارک ١٣٠٤ھ ہے اور خدا کا یہ صاحب تقویٰ انسان رمضان المبارک کے پاک مہینہ میں ہی اپنے مالک حقیقی کے پاس چلا گیا۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اسی قصبہ میں حاصل کی۔ ١٢ سال کی عمر میں آپ کے چچا امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور اپنی عالمانہ نگرانی میں تعلیم مکمل کروانے کے بعد دستار فضیلت عطا کی۔ پھر وہ انہیں دہلی لے گئے اس وقت ملک آزادی کی تحریکوں کے حوالے سے ایک اہم موڑ سے گزر رہا تھا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد کرنے کے لئے ایک جماعت جمعیۃ الانصار کے نام سے تشکیل دی تھی اس جماعت کے دستور میں دو باتیں خصوصیت سے شامل

تھیں اولاً برصغیر میں انگریزی حکومت کے خلاف انقلاب برپا کردیا جائے اور دوسرے بعض ممالک کے سربراہوں سے امداد حاصل کرکے انگریزی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے اس جماعت کا مرکزی دفتر دہلی میں تھا اور مولانا سندھی اس کے ناظم تھے۔ مولانا احمد علی بھی ساتھ تھے۔ اس جماعت نے ترکی کے انور پاشا سے ایک معاہدہ کیا اور افغانستان میں اس کا ایک مرکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا حضرت شیخ الہند نے ایک خفیہ خط کے ذریعے اس پروگرام کی نقول تمام حکومتوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ سعودی عرب، ترکی، افغانستان اور غالباً روس کے ساتھ عبوری حکومت کے معاہدوں کی تفصیلات طے کیں۔ مولانا سندھی اس سلسلے میں حضرت شیخ الہند کے حکم پر افغانستان تشریف لے گئے۔ مولانا سندھی نے دہلی میں ایک مدرسہ نظارۃ المعارف القرآنیہ کے نام سے قائم کیا اور مولانا احمد علی کو اس مرکز میں استاد مقرر کیا وہ کافی عرصہ تک اس مدرسہ میں حضرت شیخ الہند اور مولانا سندھی کے نظریات کی تبلیغ فرماتے رہے۔ اس سلسلے میں مولانا احمد علی اور مولانا سندھی کے کئی رشتہ دار گرفتار کرلئے گئے۔ یہ گرفتاریاں تحریک ریشمی رومال کا راز افشاں ہوجانے کی وجہ سے ہوئیں۔ جب گرفتار ہونے والوں پر اس جرم کا کوئی ثبوت نہ ملا تو مولانا احمد علی دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی رہا ہوئے۔ حالانکہ مولانا اس تحریک میں دل و جان کے ساتھ شریک تھے۔ رہائی کے بعد سندھ اور دہلی میں مولانا کا داخلہ بند کر دیا گیا اور لاہور میں پابند کر دیا گیا لاہور آنے کے بعد منور سزن کی ایک چھوٹی سی مسجد میں درس قرآن دینا شروع کیا یہ درس سی آئی ڈی سے چھپ کر دیا جاتا تھا جب پابندی کی مدت ختم ہوئی تو درس کھلے عام ہونے لگا۔ اس اثناء میں مولانا کے درس کی شہرت دور و نزدیک پھیل گئی۔ قرآن پڑھنے اور سیکھنے والوں کی تعداد بڑھتی گئی تو اللہ کے اس بندے نے مسجد لائن سبحان خاں شیرانوالہ گیٹ کو اپنے درس کا مرکز بنا لیا درس قرآن مجید کے ساتھ مولانا اپنے مجاہدانہ کردار اور عمل سے کبھی غافل نہ ہوئے اور یہ مجاہدانہ عزائم ان کو مولانا عبید اللہ سندھی، اپنے پیر طریقت مولانا سید تاج محمود امروٹی اور اپنے استاد حدیث شیخ الہند مولانا محمود حسن سے ورثہ میں ملی تھی اور مولانا کا تعلق ہمیشہ اس پاکباز جماعت سے رہا۔

مولانا کے درس قرآن کا شہرہ برصغیر کے کونے کونے تک پہنچ گیا اور مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے مطابق وہ اس درس سے تصحیح عقائد، اصلاح رسوم اور ربط بالقرآن کا بہت فائدہ ہوا اور یہ مولانا کے تقویٰ تبحر علمی، اخلاص و ایثار کی برکت تھی۔

مولانا کی پوری زندگی اسلام کی ترویج و اشاعت میں بسر ہوئی انہوں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی دنیا کے لئے ضائع نہ کیا۔ آپ کی زندگی کا بیشتر عرصہ غربت و عسرت میں بسر ہوا اور کبھی اپنی خود داری اور خود نگہداری پر ٹھیس نہ آنے دی۔

اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ مولانا نے اپنے کثیر التعداد تبلیغی رسائل کے ذریعہ بھی شروع کر رکھا تھا جو اکثر انجمن خدام الدین کی طرف سے شائع ہوتے تھے اور بڑے پیمانہ پر ان کی مفت تقسیم ہوتی تھی ان رسائل نے کم پڑھے لکھے لوگوں میں دین اسلام سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ایک وقت میں ان رسائل کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ مولانا نے سندھی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور حواشی بھی شائع کیا یہ ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر کا ہے اور حواشی جو طرز تفسیر پر لکھے گئے ہیں مولانا کے اپنے قلم سے ہیں۔ یہ قرآن مجید بھی بڑی تعداد میں شائع ہوا۔

مولانا اپنے معتقدین، متعلقین اور شاگردوں کی فرمائش پر اکثر تبلیغی دورے بھی فرماتے تھے اس میں ایک شرط یہ بھی کہ اپنے ہی کرایہ سے سفر کریں گے دوسرے جب تک وہاں قیام رہے گا اپنا کھانا کھائیں گے۔ اسے وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کے لئے ضروری سمجھتے تھے۔

انجمن خدام الدین کا قیام ۱۹۲۲ء میں ہوا اور اس کے تحت مدرسہ قاسم العلوم کا قیام ۱۹۲۴ء میں عمل میں آیا وہ عمر بھر انجمن کے صدر اور مدرسہ کے سربراہ رہے۔ ایک پیسہ لینے کے کبھی روادار نہ ہوئے ساری عمر ان اداروں کے اعزازی روح رواں رہے اور اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ انہوں نے عسرت اور سادگی کے ساتھ زندگی گزارنے کو ترجیح دی۔

مولانا بڑے عالی ظرف بزرگ تھے۔ عبادات و احکام خداوندی میں فقہ حنفی اور مسلک ولی اللہی کے پابند تھے۔ اس کے باوجود جماعت اہل حدیث اور جملہ اس جماعت کے علماء سے ان کے برادرانہ تعلقات تھے جو باہمی احترام کی بنیاد پر قائم تھے۔ وہ عیدین کی نماز مولانا سید محمود غزنوی کی امامت میں بادامی باغ کے کھلے باغ میں پڑھتے تھے۔ آپ نے اپنی صاحبزادی بھی ایک اہل حدیث عالم کے نکاح میں دی تھی۔

عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لئے مولانا نے مسلسل جدوجہد کی اور اس سلسلے میں کئی بار قید ہوئے۔ برصغیر کے علماء اور زعماء بالخصوص امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری حضرت رائے پوری، مولانا حسین علی شاہ، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا سید سلیمان ندوی اور دیگر علماء حق سے خصوصی تعلقات تھے۔ اکابرین و بزرگان دیوبند حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا محمد ذکریا مہاجر مدنی، حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی سے خاص طور پر مانوس تھے اور ان سب کے علم و فضل کے معترف تھے۔

لاہور اور اہل لاہور پر مولانا کے بے حد دینی احسانات ہیں اور ان احسانات کی ادائیگی ہم مولانا کے نقش قدم پر چل کر ادا کرسکتے ہیں۔ مولانا کی وفات کے بعد ان کے بیٹے مولانا

باقی صفحہ ۲۶ پر

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

مرزا قادیانی کو مخالفت کی ضرورت کیوں پیش آرہی ہے؟

اسلام کے اک قطعی عقیدہ جہاد کی تنسیخ

انگریز کی ان وفاشعاریوں کا نتیجہ تھا کہ مرزا قادیانی نے کھلم کھلا جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کردیا۔

جہاد اسلام کا ایک مقدس دینی فریضہ ہے اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا دارو مدار اسی پر ہے شریعت محمدی نے اسے قیامت تک اسلام اور عالم اسلام کی حفاظت اور اعلاء کلمتہ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور حضور اقدس ﷺ نے بے شمار احادیث اور خود حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام کی عملی زندگی ان کا جذبہ جہاد و شہادت یہ سب باتیں جہاد کو ہر دور میں مسلمانوں کے لئے ایک ولولہ انگیز عبادت بناتی رہیں۔

آنحضرت ﷺ کا واضح ارشاد ہے۔

الجہاد ماض الی یوم القیامۃ (ابو داود)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقاتلوھم حتٰی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ

اور اللہ دشمنوں کے ساتھ اس وقت تک لڑو کہ فتنہ (کفر شرارت) باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے۔

حضور ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فریضہ جہاد کی تاقیامت ابدیت اس طرح ظاہر فرمائی ہے۔ لن یبرح ھذا الدین قائما یقاتل علیہ عصابۃ من المسلمین

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔

لیکن مرزا غلام احمد نے انگریز کے بچاؤ اور تحفظ اور عالم اسلام کو ہمیشہ ان کی طوق غلامی میں باندھنے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اور مذہبی سازشوں کا شکار بنانے کی خاطر نہایت شدومد سے عقیدہ جہاد کی مخالفت کی۔ اور نہ صرف بر صغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی اس کو ظاہری اور خفیہ سرگرمیوں کا موقعہ مل سکا جہاد کے خلاف نہایت شدت سے پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزا صاحب کو جہاد حرام کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس کا جواب ہمیں لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے نام قادیانی جماعت کے ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۹۷ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۱ء سے نہایت واضح طور پر مل سکتا ہے۔ جس میں کہا گیا۔

"جس وقت آپ (مرزا غلام احمد) نے دعوٰی کیا۔ اس وقت تمام عالم اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا۔ اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے ڈبے کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گذرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لئے غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔ (حوالہ بالا)

جہاد منسوخ ہونے اور دنیا سے جہاد کا حکم تاقیامت اٹھ جانے پر مرزا صاحب کس شدومد سے زور دیتے ہیں۔ ان کا اندازہ ان کی حسب ذیل عبارات سے لگایا جاسکتا ہے۔

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی اس سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور حرام اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (یعنی بزعم خود مرزا صاحب) کے وقت قطعاً "جہاد کا حکم موقوف کردیا گیا"۔

ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا

کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے کے بعد تمام تلوار کے جہاد ختم ہوجائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا"۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص (ایضاً) ۳۹ میں مرزا صاحب کا یہ اعلان درج ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

نیز انگریزی حکومت کے نام ایک معروضہ میں جو ریویو آف ریلیجنز بابت ۱۹۰۲ء جلد ا ص ۲۹۸ نمبر ۱۲ شائع ہوا تھا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"یہی وہ فرقہ (یعنی مرزا صاحب کا اپنا فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم کو اٹھادے"۔

رسالہ گورنمنٹ انگریز اور جہاد صفحہ ۱۴ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں' وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے"۔

ان تمام عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک جہاد کی مخالفت کا حکم خاص حالات سے مجبوریوں کا تقاضا نہیں بلکہ اب اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ حرام اور ختم سمجھا جائے نہ اس کے لئے شرائط پوری ہونے کا انتظار رہے اور کسی پوشیدہ طور پر بھی اس کی تعلیم جائز نہیں"۔

تریاق القلوب ص ۳۲۲ میں لکھتے ہیں کہ

"اس فرقہ (مرزائیت) میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم ہرگز ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً" اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں"۔

"اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا"۔

(از ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۱۷)

"سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا"۔ ایضاً"

مرزائی تاویلات کی حقیقت

تنسیخ جہاد کے بارے میں ان واضح عبارات کے باوجود مرزائیوں کی دونوں جماعتیں آج کہتی ہیں کہ چونکہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت قائم ہوگئی اور وسائل جہاد مفقود تھے اسلئے وقتی طور پر جہاد کو موقوف کیا گیا۔ آیئے ہم اس تاویل اور مرزا کی غلط وکالت کا جائزہ لیں۔

پچھلی چند عبارات سے ایک منصف مزاج شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے ہاں جہاد کی ممانعت ایک وقتی حکم نہیں۔ نہ وہ کچھ وقت کے لئے موقوف بلکہ وہ مکمل طور پر جہاد کے خاتمہ اس کی انتظار تک کی نفی اور ظاہری اور پوشیدہ قسم کی تعلیم کو بھی ناجائز اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دین کے لئے لڑنا ممنوع اور منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۲۔ اگر مرزا صاحب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت کے قدم جمانے کی وجہ سے مجبوراً" جہاد کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو ۱۸۵۷ء اور اس سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے فوراً" بعد مجاہدین سید احمد شہید کے جہاد میں مرزا صاحب اور ان کا پورا خاندان سکھوں اور انگریزی استعمار کے لئے میدان ہموار کرنے کے لیے جانی اور مالی قربانیاں کیوں دیتے رہے۔ جس کا مرزا صاحب نے انگریزی حکام کے نام خطوط اور چٹھیوں میں بڑے فخر سے اعتراف کیا ہے اور ان مساعی کی نہ صرف تائید کی بلکہ تحسین بھی کی ہے۔ ان کے خاندانی بزرگوں نے سکھوں سے مسلمانوں کے جہاد میں سکھوں کی حمایت کی۔ مرزا صاحب کے والد نے ۱۸۵۷ء میں پچاس سوار سرکار انگریزی کی امداد کے لئے فراہم کئے۔ مرزا غلام احمد نے ۱۸۵۷ء میں جہاد آزادی کے غیور اور جان نثار مجاہدین کو جہلاء اور بد چلن کہا۔ (براہین احمدیہ جلد اول صفحہ الف اشتہار اسلامی انجمنوں سے التماس) انگریز کے ہاتھوں ہندوستان میں مسلمانوں کی مظلومیت پر ہند کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔ اسلامیان ہند کی عظمتیں لٹ رہی تھیں۔ ہزار سالہ عظمت رفتہ رفتہ پاش پاش ہو رہی تھی۔ علماء اور شرفاء ہند کو سور کے چمڑوں میں سی کر اور زندہ جلا کر دہلی کے چوکوں میں پھانسی پر لٹکایا جارہا تھا اور انگریزوں کا شقی القلب نمائندہ جنرل نکلسن' ایڈورڈ سے ایسے آئینی اختیارات مانگ رہا تھا کہ مجاہدین آزادی کے زندہ حالت میں چمڑے ادھیڑے جاسکیں اور انہیں زندہ جلایا جاسکے۔ مگر وہ شقی اور ظالم نکلسن 'مرزا غلام احمد اور اس کے خاندان کو ہندوستان میں اپنے مفادات کا نگران اور وفادار ٹھہرا رہا تھا۔ جنرل نکلسن نے مرزا غلام قادر کو سند دی جس میں لکھا کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔ (سیرت مسیح موعود ص ۱۴ از مرزا بشیر الدین محمود طبع قادیان) اور وہی مرزا صاحب جو ابھی تک اپنے تشریعی نبی ہونے کی حیثیت سے سامنے نہیں آئے تھے۔ اور خود براہین احمدیہ اور دیگر تحریروں میں جہاد کے فرض واجب اور غیر منقطع ہونے کا اعتراف کر چکے تھے۔ دعویٰ نبوت کے بعد ایک قطعی حکم کو حرام قرار دیتے ہوئے عملاً" بھی قرآن کریم کی تمام آیات جہاد قتال وغیرہ کو منسوخ قرار دے کر تشریعی نبی ہونے

کا ثبوت دیتے ہیں لیکن جس دور میں وہ جہاد کو فرض کہتے ہیں کیا مرزا صاحب خود عملی طور پر بھی اس پر عمل پیرا ہے اس کا جواب ہمیں انگریز لیفٹنٹ گورنر کے نام چٹھی سے مل جاتا ہے' وہ اس درخواست میں اپنی اصل حقیقت کو اس طرح واشگاف الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک (گویا ۱۸۳۹ء سے لے کر جو ۱۸۵۷ء سے بہت کا پہلے کا زمانہ ہے) جو قریباً" ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں۔ اور ان کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں جو ان کی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ بالفرض ہم تسلیم کیے دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے برصغیر میں انگریز سلطنت کی وجہ سے بعض مجبوریوں کی بناء پر اتنی شدومد سے جہاد کی مخالفت کی۔ لیکن اگر حقیقت یہی ہوتی تو مرزا صاحب کی ممانعت جہاد اور اطاعت انگریز کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود ہوتی مگر یہاں تو ایسے کھلے شواہد اور قطعی ثبوت موجود ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی تحریک و تبلیغ کا اصل محرک نہ صرف انڈیا بلکہ پورے عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنا اور انگریزوں کے لیے یا کسی بھی کافر سلطنت کے لیے راستہ ہموار کرنا تھا۔ تاکہ اس طرح ایک نئی امت اور نئے نبی کے نام سے پوری ملت مسلمہ اور امت محمدیہ کا سارا نظام درہم برہم کیا جائے۔ اور پورے عالم اسلام کو انگریز یا ان کے حلیفوں کے قدموں میں لاگرایا جائے اس لئے مرزا صاحب نے مخالفت جہاد کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود نہ رکھی۔ اور نہ صرف اردو لٹریچر پر اکتفا کیا۔ بلکہ فارسی عربی انگریزی میں لٹریچر لکھ لکھ کر

بلاد روم شام مصر ایران افغانستان بخارا یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ تک پھیلاتا رہا تاکہ بخارا میں اگر زار روس کے لشکر آئیں تو کوئی مسلمان ہاتھ مزاحمت کے لیے نہ اٹھائے۔ فرانس' تیونس الجزائر اور مراکش پر لشکر کش ہو تو مسلمان جہاد کو حرام سمجھیں۔ عرب اور مصری دل و جان سے انگریز کے مطیع بن جائیں۔ اور ترک و افغان کی غیرت ایمانی ہمیشہ کے لئے جذبہ جہاد سے خالی ہو کر سرد پڑ جائے۔

اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے اعترافات دیکھئے وہ لکھتے ہیں۔

"میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمان کو گورنمنٹ انگلینڈ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔ بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطیع کیا"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۷ بنام لفٹیننٹ گورنر ص ۱۰)

اسی کتاب کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں۔

"ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لیے ہزارہا اشتہارات شائع کئے گیے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچادی گئیں"۔

"اس کے بعد میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کے اطراف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔ اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا۔ بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا گیا۔ بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے۔ اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجی گئیں اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا۔ جو محض نیک نیتی سے کیا گیا"۔ (تبلیغ رسالت ج سوم ص ۱۹۶)

اور یہ سب کچھ مرزا صاحب نے اس لئے کیا کہ

"تاکہ کچھ طبیعتیں ان نصیحتوں سے راہ راست پر آجائیں اور وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لیے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں"۔ (نور الحق حصہ اول ص ۳۲' ۳۳)

تبلیغ رسالت جلد ۷۔ ص ۱۷ میں اس ساری جدو جہد کا حاصل مرزا صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ" میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے"۔

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص ۷ میں لکھتے ہیں

"جو شخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے"۔

یہ حقیقت کہ مرزائی تبلیغ و تلقین اور تمام کوششوں کے محرکات اور مقاصد کیا تھے۔ مرزائی مذہب کے بانی کے مذکورہ اقوال سے خود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس پر بھی اگر تاویل کے پردوں میں اس حقیقت کو چھپایا جاتا ہے تو آنکھیں کھولنے کے لئے حسب ذیل واقعات اور اعترافات کافی ہیں۔

۱۔ کہ مرزا صاحب نہ صرف ہندوستان میں بلکہ آزاد اسلامی ممالک میں بھی کسی قسم کے جہاد کے روادار نہ تھے۔ افغانستان کے امیر امان اللہ خان کے عہد حکومت میں نعمت اللہ خان مرزائی اور عبداللطیف مرزائی کو علماء افغانستان کے متفقہ فتویٰ سے مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اس قتل کے محرکات یہی تھے کہ یہ لوگ مبلغین کے پردہ میں جہاد

کے خلاف تعلیم دیتے تھے۔ اور یہ محض اس لئے کہ انگریزوں کا اقتدار چھاجائے۔ حالاں کہ افغانستان میں جہاد اسلامی کی شرائط مکمل موجود تھیں۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل مورخہ ۶ر اگست ۱۹۳۵ء ملاحظہ کیجئے۔

"عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً" ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی۔ جو چھپ کر نایاب ہو گئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر جو افغانستان میں ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف (قادیانی) کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے تو حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا۔ اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ اخبار الفضل بحوالہ امان افغان مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۲۵ء نے افغانستان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل بیان نقل کیا۔

"کابل کے دو اشخاص ملا عبد الحلیم و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے۔ اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔"

خلیفہ قادیان اپنے ایک خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۹۳۴ء میں اعتراف کرتا ہے کہ نہ صرف مسلم ممالک بلکہ غیر مسلم ممالک اور اقوام بھی مرزائیوں کو آلہ کار سمجھتے تھے۔ دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب قرص میں احمدیہ عمارت کی افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن انگریز نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔

۴۔ اسلامی جہاد منسوخ مگر مرزائی جہاد جائز

۴۔ یہ امر حیرت اور تعجب کا باعث ہے کہ ایک طرف تو قادیانیوں نے جہاد کو اتنی شدومد سے منسوخ اور حرام قرار دیا مگر دوسری طرف انگریزوں کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے ساتھ لڑنا نہ صرف ان کے لیے جائز بلکہ ضروری تھا۔ گویا ممانعت جہاد کی یہ ساری جدو جہد صرف انگریزوں اور کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کے لئے تھی کہ وہ نہ تو اپنی عزت و ناموس اور نہ ملک و ملت کی بقا کے لئے لڑیں نہ اپنے دین' اسلامی شعائر معابد مساجد کے لئے علم جہاد بلند کریں لیکن انگریزی اقتدار کے فروغ و تحفظ کے لئے ان کی فوجوں میں شامل ہو' بلاد

باقی صفحہ ۲۶ پر

مسلمانوں کا علمی انہماک

جب کسی قوم کا انحطاط شروع ہوتا ہے تو وہ اپنے اسلاف کے کارناموں سے بے خبر ہوجاتی ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ جب اسلاف کے کارناموں سے بے خبر ہو کر ان کی راہ عمل کو چھوڑ دیتی ہے تو قوم کا دور انحطاط شروع ہوجاتا ہے۔ اسے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارا تاریخی ورثہ کیا ہے؟ ہمارے اسلاف نے کیا کیا خدمات انجام دی ہیں؟ بلکہ وہ قوم دوسری اقوام کی چمک دمک دیکھ کر ان کے کارناموں پر غور کرنے لگتی ہے اور ان کی رائی کو بھی پہاڑ بنا کر پیش کرتی ہے۔ یہی حال آج ہم مسلمانوں کا ہوگیا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے دانشور اور تاریخ دان بھی یہ لکھنے لگے ہیں کہ مشرق میں کام کے دیوانے خال خال نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالئے' تاریخ کی کسی کتاب کی ورق گردانی کرلیجئے آپ کو عبادت' خدمت' تحقیق اور جہاد میں ایسے ایسے دیوانے نظر آئیں گے جن کی مغرب میں نظیر ملنا مشکل ہے۔ آپ کے سامنے مسلمانوں کے علمی میدان کے کچھ دیوانوں کا مختصر حال پیش کیا جاتا ہے جس سے آپ کو یہ اندازہ ہوجائے گا کہ مشرق میں کام کے دیوانے خال خال ہیں یا کام سے دیوانگی ان کا حال بن گیا تھا۔

"عملی انہماک"

امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ مسجد نبویؐ میں عشاء کی نماز کے بعد ایک مسئلہ میں بحث فرماتے اور وہ بھی اس طرح کہ نہ کوئی طعن و تشنیع ہوتی' نہ تغلیظ اور ایسی حالت میں صبح ہوجاتی اور اسی جگہ فجر کی نماز پڑھتے۔

علی بن حسن کہتے ہیں کہ ایک رات سخت سردی تھی۔ میں اور ابن مبارک مسجد سے عشاء کے بعد نکلے۔ دروازہ پر ایک حدیث میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں کچھ کہتا رہا اور وہ بھی فرماتے رہے اور وہیں کھڑے کھڑے صبح کی اذان ہوگئی۔

قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ پر جب آخری وقت آیا تو ان کے شاگرد ابراہیم ان سے ملنے آئے۔ امام ابو یوسفؒ بے ہوشی کی حالت میں تھے جب ہوش آیا تو ابراہیم سے مسئلہ پوچھا۔ ابراہیم نے کہا کہ کیا آپ اس حالت میں اس مسئلہ پر غور وفکر کررہے ہیں؟ تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اس حالت کی فکر نہیں۔ ہم مسئلہ بیان کرتے ہیں

مولانا محمد اشرف قریشی

شاید کوئی اس سے نجات پاجائے۔ اس کے بعد امام ابو یوسفؒ نے مسئلہ کی وضاحت کی۔ ابراہیم ان کے پاس سے اٹھ کر دروازہ ہی پر پہنچے تھے کہ امام ابو یوسفؒ کا انتقال ہوگیا۔

امام محمد راتوں کو سوتے نہیں تھے بلکہ ان کے پاس کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور وہ اس میں سے مختلف کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ جب کوئی مسئلہ حل ہوجاتا تو خوش ہو کر فرماتے بھلا شاہزادوں کو یہ لذت کہاں نصیب ہوسکتی ہے۔ آپ نے گھر والوں سے کہہ رکھا تھا کہ مطالعہ کے وقت مجھ سے کسی کام کے لئے نہ کہیں بلکہ میرے وکیل سے کہیں وہ کام کردے گا۔

آپ نے ایک مرتبہ ایک رات میں تقریباً ایک ہزار مسائل کا استنباط کیا۔

امام محمدؒ سے کسی نے کہا کہ آپ کیوں نہیں سوتے؟ فرمایا: میں کس طرح سوجاؤں جب کہ مسلمانوں کی آنکھیں ہم لوگوں پر بھروسہ کرکے سوتی ہیں۔

آپ اپنے کمرے میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے تھے اور رات دن کتابیں لکھتے تھے۔ آپ نے ۱۰۰۰،۷۰ مسائل مستنبط کئے۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ نزع کے وقت آپ کی کیا حالت تھی؟ فرمایا کہ میں اس وقت غلام کے مسئلہ پر غور کررہا تھا۔ ایسی حالت میں روح نکل گئی اور مجھے محسوس نہیں ہوا۔

امام مسلمؒ سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا گیا۔ گھر آکر کتابوں میں حدیث کی تلاش شروع کی اور کھجور کے ٹوکرے میں سے کھجور کھاتے رہے۔ حدیث ڈھونڈنے میں اتنے مگن ہوئے کہ پورا ٹوکرا ختم ہوگیا اور حدیث بھی مل گئی۔ لیکن یہ زیادہ کھجوریں کھانا موت کا سبب بن گیا۔

علامہ خلیل فن عروض کے موجد نے آخری عمر میں ایسا طریقہ ایجاد کرنا چاہا کہ علم حساب عوام کے لئے آسان ہوجائے۔ اسی فکر میں نماز پڑھنے گئے اور بے خیالی میں مسجد کے ستون سے ٹکرا گئے یہی موت کا سبب ہوا۔

حمیدیؒ رات کو لکھتے اور گرمی کے موسم میں جب بہت گرمی ستاتی تو ایک لگن میں پانی بھر لیتے اور اس میں بیٹھ کر لکھتے۔ ابن السنیؒ نے لکھتے لکھتے قلم' دوات میں رکھا اور دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور اسی حال میں ان کا انتقال ہوگیا۔ ابن مندہ کا حدیث پڑھتے پڑھاتے انتقال ہوا۔

حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر چالیس سال اس حال میں گزرے کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینہ پر رہتی تھی۔ جاگتا مطالعہ کا

اتنا شوقین تھا کہ کتابوں کی دکان کرایہ پر لیتا اور رات بھر مطالعہ کرتا رہتا۔ جاحظ بصری آخر میں مفلوج ہوگئے تھے۔ آپ کے چاروں طرف کتابیں لگی ہوئی تھیں اور وہ ان کے نیچے دب کر مرگئے۔

فتح بن خاقان متوکل عباسی کے وزیر اپنے ساتھ ہمیشہ کتاب رکھتے تھے اور جب بھی موقع ملتا مطالعہ شروع کردیتے۔

علامہ ابن جریر طبریؒ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا۔ ان کی حالت وفات کا ذکر ہے کہ اس وقت ان کے پاس ایک دعا ذکر کی گئی تو انہوں نے کاغذ اور قلم منگوایا اور اس پر وہ دعا لکھی۔ کسی نے ان سے کہا کہ کیا اس حال میں آپ لکھیں گے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ مرتے وقت تک علم حاصل کرنا نہ چھوڑے۔

ابو ریحان البیرونیؒ ہر وقت تحصیل علم میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ہر وقت قلم رہتا تھا۔ اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لئے سال میں صرف دو دن کچھ کام کرتے تھے۔ ان کی حالت وفات میں فقیہ ابو الحسن ان کے پاس گئے اور ان کی عمر ۷۸ سال ہوچکی تھی۔ انہوں نے فقیہ ابو الحسن سے میراث کا ایک مسئلہ پوچھا۔ فقیہ ابو الحسن نے بطور شفقت ان سے کہا کہ کیا آپ اس حالت میں بھی مسئلہ یاد کریں گے؟۔ تو انہوں نے فرمایا۔ جناب میں دنیا سے اس حال میں جانا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو جان جاؤں۔ فقیہ ابو الحسن نے ان کے سامنے مسئلہ بیان کیا اور انہوں نے حفظ کرلیا۔ اس کے بعد فقیہ ابو الحسن ان سے رخصت ہوئے اور وہ راستے ہی میں تھے کہ ابو ریحان البیرونی کا انتقال ہوگیا۔

امام الحرمین نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں بطور عادت نہ سوتا ہوں اور نہ کھانا کھاتا ہوں بلکہ دن اور رات میں جب مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو سوجاتا ہوں اور جب بھی کھانے کی طلب ہوتی ہے تو کھانا کھالیتا ہوں۔ ان کی لذت و تفریح علم کا مذاکرہ تھا۔

ابو الوفا ابن حنبلی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں سے ایک گھنٹہ بھی ضائع نہیں کیا۔ میں لیٹ کر غور و فکر کرتا رہتا ہوں اور جب بیٹھتا ہوں تو لکھتا رہتا ہوں۔ بیس سال کی عمر میں جو علم کی حرص میرے اندر تھی اب وہ اسی (۸۰) سال کی عمر میں اس سے زیادہ ہے۔ میں کھانے پینے کے اوقات میں بہت کم وقت خرچ کرتا ہوں یہاں تک کہ کھانا چبانے کے بجائے روٹی کا سفوف بناکر اسے پانی میں بھگو کر پی لیتا ہوں۔ تاکہ چبانے میں جو وقت لگتا ہے وہ مطالعہ یا تصنیف میں خرچ ہوجائے۔ ان کا جب انتقال ہوا تو ترکہ میں انہوں نے صرف کتابیں اور بدن کے کپڑے چھوڑے۔

علامہ ابن جوزی ہر وقت علمی کام میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ جب لوگ ان سے ملنے آتے تو یہ ان کے پاس بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کے بجائے باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے قلم و کاغذ تیار کرلیا کرتے تھے تاکہ فرصت میں بیٹھ کر لکھیں۔

تقی الدین مقدسی نے ابو طاہر سلفی سے ایک ہزار اجزاء نقل کئے اور ایسی کتابیں لکھیں جس کی صفت بیان کرنا مشکل ہے اور وہ برابر مرتے دم تک تصنیف و تالیف کا درس اور اللہ کی عبادت میں لگے رہے۔

امام رازی فرمایا کرتے تھے کہ کھانا کھانے میں جو وقت ضائع ہوتا ہے اس پر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اتنی دیر میں علم سے غافل رہا۔

امام بن مالک نحوی کے متعلق منقول ہے کہ وہ زیادہ مطالعہ کرنے اور جلدی جواب دینے والے تھے۔ جو چیز بھی اپنے حافظہ سے لکھتے تو اس کا حوالہ نکال کر نقل کرتے تھے۔ انہیں جب بھی دیکھا نماز یا تلاوت یا تصنیف یا درس میں مشغول پایا۔ اپنی وفات والے دن بھی انہوں نے اپنے بیٹے سے چند اشعار حفظ کئے۔

امام نوویؒ دن رات میں سے کوئی سا حصہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ ہر وقت تصنیف' تدریس' وعظ اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ دن رات میں صرف سحری کے وقت کھانا کھاتے اور پانی پیتے تھے۔ ان کی زندگی بہت سادہ تھی۔

شیخ علاؤ الدین ابن نفیس طبیب ایک دفعہ غسل کرنے کے لئے حمام میں داخل ہوئے۔ غسل کے دوران انہیں کچھ خیال آیا تو وہ غسل پورا کئے بغیر ہی باہر نکلے' قلم' دوات اور کاغذ منگوایا۔ اور نبض کے متعلق ایک مقالہ لکھا پھر حمام میں داخل ہوئے اور غسل پورا کیا۔

مفسر قرآن علامہ آلوسیؒ دن بھر فتویٰ دینے اور تدریس میں مشغول رہتے۔ رات کے اول وقت میں ملاقات کرنے والوں کے ساتھ بیٹھتے اور رات کے آخری حصہ میں تفسیر لکھتے۔ آپ تصنیف و افتاء کے ساتھ ساتھ تیرہ طویل طویل کتابوں کا درس بھی دیا کرتے تھے۔

ثعلب نحویؒ ایک دن مسجد سے مکان کی طرف جانے لگے۔ راستہ میں کتاب دیکھ رہے تھے۔ کتاب میں اتنا محو تھے کہ سامنے سے آنے والے گھوڑے کی آواز نہ سن سکے۔ اس سے ٹکرا کر بے ہوش ہوکر گر پڑے اور آخر کار اسی چوٹ کی وجہ سے وفات پائی۔

علامہ ابن رشدؒ اپنی زندگی میں صرف دو رات مطالعہ نہ کرسکے۔

ابن عباد جب عام سفر کے لئے نکلتے تو ہمیشہ ان کے ساتھ تین اونٹوں پر کتابیں لدی ہوتی تھیں۔

مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ نے دوران مطالعہ پانی طلب کیا۔ والد کو فکر ہوئی کہ دوران مطالعہ ذہن دوسری طرف کیسے گیا۔ آپ نے غلام کے ذریعہ ارنڈی کا تیل بھجوادیا۔ مولانا عبدالحئی نے دیکھے بغیر گلاس منہ سے لگایا اور جو کچھ اس میں تھا پی گئے۔ انہیں یہ احساس بھی نہ ہوا کہ تیل پیا ہے یا پانی۔ والد نے یہ دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ امید ہے کہ پڑھ لے گا۔

شاہ عبدالحئی محدث دہلویؒ خود فرماتے ہیں کہ بچپن سے میرا یہ حال ہے کہ مجھے کھیل' نیند' ہم نشینی' سیر و تفریح اور آرام کا کچھ پتہ نہیں۔ مطالعہ کے انہماک کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بارہا چراغ کی آگ سے میری دستار اور بالوں میں آگ لگ گئی اور مجھے اس وقت پتہ چلا جب اس کی سوزش کمال تک پہنچ گئی۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے کتب خانے میں پندرہ ہزار کتابیں تھیں اور شاہ صاحب نے ان سب کا مطالعہ کیا تھا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو چلتا پھرتا کتب خانہ کہا جاتا تھا۔ آپ ہر وقت فکر علم میں

مستغرق رہتے تھے۔ آپ کی سوانح حیات میں ہے کہ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے اور درمیان ہی سے مسکراتے ہوئے واپس ہوجاتے۔ کمرہ میں پہنچ کر کتاب یا اپنی کشکول اٹھاتے اور لکھنے بیٹھ جاتے۔ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ مطالعہ میں اتنا مستغرق ہوتے کہ پاس رکھا ہوا کھانا کوئی اٹھاکر لے جاتا اور آپ کو خبر نہ ہوتی۔ شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ کو کتب بینی کا اتنا شوق تھا کہ بیماری کے ایام میں بھی سرہانے کتابیں رکھی رہتیں اور فرماتے کہ میری بیماری کا علاج ہی کتب بینی ہے۔ مولانا زکریا صاحبؒ مطالعہ کے اتنے شوقین تھے کہ آپ شام کو مطالعہ شروع کردیتے اور آپ کی ہمشیرہ رات کا کھانا اس طرح کھلاتی تھیں کہ لقمہ بنابنا کر آپ کے منہ میں ڈالتی تھیں۔ جب ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا تو رات کا کھانا بھی چھوڑ دیا لیکن مطالعہ نہیں چھوڑا۔ مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی جن کا ۱۹۸۹ء میں انتقال ہوا ہے پوری زندگی تدریس میں مشغول رہے۔ زندگی کے آخری دن بھی تفسیر کا سبق پڑھایا اور اس کے ایک گھنٹہ کے بعد انتقال فرماگئے۔

تصنیفات:۔ یہ تو ان کے علمی انہماک کا حال تھا۔ اب ان کی تصانیف کا حال ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ابن جریر طبری: چالیس سال تک مسلسل لکھتے رہے اور ایام زندگی کا اوسط یومیہ ۱۴ ورق ہیں۔ آپ کے تصنیف شدہ اوراق کا مجموعہ ۳۵۹۰۰۰ ہے۔

ابن شاہین کی ۳۳۰ تصانیف ہیں۔ ان میں تفسیر ۱۰۰۰ اجزاء میں، مسند ۱۳۰۰ اجزاء میں اور تاریخ ۱۵۰۰ اجزاء میں ہے۔ علامہ ابو الحسن شعری کی تفسیر المخزن ۷ جلدوں میں، قاضی عبدالجبار ہمدانی کی تفسیر المحیط ۱۰۰ اسفار، عبدالسلام قزوینی کی تفسیر حدائق ذات بهجه ۳۰ جلدوں میں، قاضی ابو بکر ابن العربی کی تفسیر ۸۰۰۰۰ اوراق میں، ابن النقیب المقدسی کی تفسیر ۱۰۰ جلدوں میں، علامہ قطب الدین شیرازی کی فتح المنان ۴۰ جلدوں میں اور علامہ آلوسی کی تفسیر روح المعانی ۱۵ جلدوں میں ہے۔ ابن ابی الدنیا کی ۱۰۰۰۰ تالیفات، ابو محمد رازی کی مسند ۱۰۰۰ میں، محدث حاکم کی تصانیف ۱۵۰۰ اجزاء میں، ابن تیمیہ کی تصانیف ۵۰۰ جلدوں میں، بیہقی کی تصانیف ۱۰۰۰ اجزاء میں، علامہ سیوطی کی تصانیف ۵۰۰، شاہ ولی اللہ صاحب ۲۰، ابن جریج کی تصانیف ۲۰۰، اندلس کے عالم عبدالملک بن حبیب کی تصانیف ۱۰۰۰، مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف تقریباً ایک ہزار اور مولانا عبدالحئی لکھنویؒ کی تصانیف ۱۱۰ ہیں۔ خطیب بغدادیؒ کی تاریخ بغداد ۱۴ جلدوں میں۔ ابن اثیرؒ ۱۲ جلدوں میں، ابن حجر کی فتح الباری الدراری ۱۰۰ جلدوں میں اور موطا کی شرح ۱۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابن حزمؒ کی تصانیف ۸۰۰۰۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ امام غزالیؒ کے لکھنے کی اوسط یومیہ ۱۶ صفحے، ابن جوزیؒ کا اوسط یومیہ ۳۶ صفحے اور علامہ نوویؒ کا اوسط یومیہ ۱۶ صفحے ہیں۔ استاد جمیل دمشقی نے اپنی کتاب عقود الجوہر میں ایسے سینکڑوں علماء کا تذکرہ کیا ہے جن کی تصانیف پچاس سے زائد ہیں۔ بہت سے علماء ایسے ہیں کہ جن کی تصانیف کم ہیں لیکن وہ کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ماخوذ از قیمۃ الزمن عند العلماء، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، اسلاف کا ذوق مطالعہ۔

یہ مسلمانوں کی علمی میدان میں محنت کا ایک نمونہ ہے۔ ایسے کئی نمونے دوسرے میدانوں یعنی عبادت، خدمت، تحقیق و تلاش، اور جہاد میں ملیں گے۔ کیا اب بھی یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ مشرق (یعنی مسلمانوں) میں علمی میدان کے دیوانے خال خال نظر آتے ہیں؟ اللہ ہمیں انصاف کی نظر عطا فرمائے اور اپنے گھر کی نعمتوں سے نظر پھیر کر دوسروں کی شعبدہ بازیوں پر نظر ڈالنے سے بچائے۔ آمین۔

جس بات میں تم شکست ملت سمجھو
اس میں شرکت کو اپنی ذلت سمجھو
جو بندہ نفس ہو مخالف اس کا
قومی غیرت کی اس میں قلت سمجھو

●●

شکم سیری سے پرہیز کرو

مرسل مظہر حسین کنگشن یوکے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) کے یہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ ان کے سامنے گوشت رکھا ہوا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا یہ گوشت کیسا۔ صاحبزادے نے جواب دیا گوشت کو جی چاہ رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا جب بھی کسی چیز کی خواہش ہوا کرے گی تم اس کو کھایا کروگے۔ ایک شخص کی فضول خرچی کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ہر اس چیز کو کھانے لگے جس کو اس کا دل چاہے۔

حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا۔ شکم سیر ہوکر کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شکم سیری بدن کو خراب کردیتی ہے بیماری کو جنم دیتی ہے نماز میں کسل اور سستی پیدا کرتی ہے تم پر لازم ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔ کیونکہ کھانے پینے میں اعتدال بدن کو صالح اور درست اور فضول خرچی سے بھی دور رکھنے والی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے عالم و فاضل سے بھی نفرت کرتا ہے جو موٹا تازہ (تن پرور) ہو اور ایک شخص کی بربادی اور ہلاکت کی حد یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہش کو دین پر مقدم رکھنے لگے۔ ازالۃ الخفاء (بحوالہ کتاب عہد زرین اور مثالی حکومتیں۔ مولانا سید محمد میاںؒ)

اسلامی نظام دفاع

مفتی حسن علی منصور

اسلام نے جہاں پوری عالمی انسانیت کو بطریق احسن جینے کا حق دیا ہے وہاں نظام کائنات میں انسانی زندگی میں آنے والے نشیب و فراز کو اسلامی نقطہ نظر سے انجام دینے کی تعلیم دی ہے۔ اسلامی معاشرہ میں جہاں انسان کو اچھے سے اچھا باکردار مسلمان بننے کی تعلیمات کا عملی نقشہ موجزن ہو۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے مومن کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا کردیا میرے حکم کے مطابق انہیں سرانجام دے کر میرے انعام و اکرام کا حق دار بن سکے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کی اشیاء کو جوڑے جوڑے بنایا ہے جہاں دن ہے وہاں رات ہے۔ روشنی ہے اندھیرا ہے' آگ ہے پانی ہے چنانچہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اکیلا پیدا نہیں فرمایا۔ چنانچہ قرآن مقدس نے واضح الفاظ سے اسے تعبیر فرمایا۔

وخلقناکم ازواجا

چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حق کو پیدا فرما کر اس کے مقابلے میں باطل کو بھی پیدا فرمایا (حضور ﷺ کی عسکری زندگی صفحہ ۱۲)

مومن کی ذمہ داری

قرآن مقدس جو کہ عظیم آسمانی کتاب ہے جو مومن کو حکم دیتی ہے کہ تو خداوند قدوس کے حکموں کو بجالانے والا اور اس کے حکموں پر مرمٹنے والا اس کی رضا کے لئے اپنی خواہشات اور جذبات کو قربان کرنے والا۔ اسلام کے تحفظ اور شعائر اللہ کے تقدس پر قربان ہونے والا اور کفر کے سامنے بنیان مرصوص کی طرح ڈٹ جانے والا اور بدر کے شہداء اور غازیوں کے کارناموں کو زندہ کرنے والا اللہ کے حکم کے سامنے اپنے جگر کے ٹکڑے کرنے والا۔ اللہ کی زمین پر اللہ کے احکام کو نافذ کرنے والا دنیا کے تمام منصب اور لالچوں کو دھتکار دینے والا اپنے مشن پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کا منظر پیش کرنے والا اور حمزہؓ و خالدؓ دور فاروقیؓ اگر صدیقیؓ عثمانی و حیدریؓ کے کارناموں کو تازہ کرنے والا جابر و ظلم کے سامنے کلمہ حق کہہ کر انبیاء کے مشن کو جلا بخشنے والا علم اسلام کو بلند کرنے والا نعرہ تکبیر سے دلوں کو گرما دینے والا' منافقت کی سیاست کو لات مارنے والا اور انبیاء صحابہؓ اولیاء حق کے مشن کو پھیلانے والا اللہ تعالیٰ کے تمام ان احکام کو بجالانے والا جس میں اس کی رضا ہے اور ان تمام امور سے اپنے آپ کو بچانے والا جس سے اللہ ناراض ہوتا ہو۔

مومن کا دفاعی جہاد

اپنے ممالک پر یا دین اسلام کے کسی شعار پر حملہ آور کفار سے لڑنا اور اپنے اسلامی ملک سے کفار کو نکال باہر کرنے کے لئے مدافعت کرنا جہاد کی یہ قسم فرض عین ہے۔ اس میں چند امور کی بناء پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے جب کفار دارالاسلام کے کسی خطے پر حملہ آور ہو کر داخل ہو جائیں یا مسلمانوں کی مساجد اور قرآن مقدس صحابہؓ اہل بیت کی عظمت کو برا بھلا کہنا شروع کردیں۔ جب دونوں صفیں مسلمانوں اور کفار کی آمنے سامنے ہوں اور لشکر آپس میں ٹکرا جائیں جب حاکم وقت شریعت اسلامی کا ظاہری اور باطنی طور پر پابند اسلام حاکم امیر المسلمین انفرادی یا اجتماعی طور پر سب کو جنگ یعنی جہاد پر نفیر عام کرے۔

سرکار دو عالم کا حکم دفاعی

نبی اکرم صلی علیہ و سلم کا ارشاد ہے

سرکار دو عالم امام المجاہدین نے اپنی امت کے افراد سے مخاطب ہو کر انہیں ایک آنے والے وبال سے بچنے کی تعلیم دی آپ ﷺ کو ہر لمحہ امت کی فکر لاحق رہتی امت مسلمہ کو جہنم کے راستے سے بچا کر جنت کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے آپ نے دوسرے اعمال کی تعلیم کے ساتھ اسلامی نظام کے دفاع کے لئے اپنی امت کو خصوصی تعلیم دی چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ وقت قریب ہے کہ دشمن اقوام تمہیں ختم کرنے کے لئے چہار اطراف اس سے زیادہ بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے کو دعوت دیں گی جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو کھانے کے برتن پر بلاتے ہیں عرض کیا گیا یارسول اللہ کیا اس وقت ہم اتنے کمزور ہوں گے یعنی قلت افراد کی وجہ سے انہیں اتنی جرات ہوگی آپ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تم سیلابی جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے تمہارے دلوں میں وھن کی بیماری پڑ جائے گی اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دیا جائے گا اور یہ سب تمہاری دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کے سبب ہوگا۔

ایک روایت میں سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھن کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری دنیا سے محبت اور قتال سے نفرت وھن ہے۔ کیا آج ہماری موجودہ حالت وھن نہیں ہے اور اس حدیث مبارکہ کا مصداق نہیں ہے تو ان حالات اور سرکار دو عالم کے فرمان کی روشنی میں اگر آج ہم تمام مسلمان جنہوں نے دنیاوی زندگی آرام و آرائش و آسائش کو اپنا مقصد حیات بنا رکھا ہے۔ جنہوں نے یہود عیسائی مشرکین کے افعال کو بڑے فخریہ انداز میں ان کے دروں پر عزت حاصل کرنے کے لئے اپنا رکھا ہے ان سب میں سراسر ناکامی ہے جب سے امت مسلمہ کے نوجوانوں نے غیروں کے طریقوں کو اپنے ظاہری اور باطنی افعال میں اپنایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان افراد کے دل سے اسلام کی عظمت و ہیبت کو چھین لیا ہے کل وہ مسلمان جسے دیکھ کر باطل لرزتا تھا قیصر و کسریٰ کے محلات جس کے جلال و ہیبت سے کانپتے تھے جس کو دیکھ کر کفار کلمہ طیبہ پڑھ لیا کرتے تھے جس کو دیکھ کر کفار پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی جن کے چہرے پر رسول اللہ کی سنت روشن تھی داڑھی کو اسلام کا شعائر اعظم سمجھتے تھے لیکن آج انسان تمیز کرنے سے قاصر ہے کہ ان افراد کے مجمعے میں سے مسلمان کون کون ہیں شکل و صورت ہیئت طور طریق تمام غیر مسلم کے نمایاں ہیں مسلمان کی گفت و شنید بہر حالات کسی بھی پہلو میں اسلام کا کوئی فعل نظر نہیں آتا لیکن ایک صاحب دل مسلمان کے دل سے آہ نکل جاتی ہے ہائے کہاں گئے وہ بازو جنہوں نے کفار کو اسلامی حدود میں جزیہ دینے پر مجبور کر دیا تھا کہاں ہیں وہ مسلمان جنہوں نے کفار کو اسلامی حکومت کا غلام بنا رکھا تھا وہ ابن قاسم جو مسلمان بہن کی فریاد سن کر لرز اٹھا تھا کہاں ہے وہ مجاہد نعیم جس نے راجہ داہر کا غرور خاک میں ملا دیا تھا کہاں ہے محمود غزنوی جس سے ہندو پر کپکپی طاری تھی جس نے مساجد کو تعمیر کر کے خدا کی بندگی کو تازہ کیا کہاں ہے خالدؓ جس نے سو سے زیادہ جنگوں میں کفار کا بے جگری سے مقابلہ کیا کہاں ہے کہاں ہے محمود غزنوی بت شکن جس نے سنت ابراہیمی کو زندہ کیا۔ کہاں ہے فاتح بیت المقدس ایوبی جس نے یہودیوں کو شکست فاش دی۔

اسوہ فاروقیؓ کی جھلک

دور فاروقیؓ آج مسلمان نوجوان کو اپنے اخلاق و کردار کو سنوارنے اور عظیم سے عظیم تر بنانے کی دعوت دیتا ہے اسلام کے دفاع کیلئے فاروق اعظمؓ کی خدمات کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا امت مسلمہ کے نوجوانوں کی اہم ذمہ داری ہے آج کل کا غلیظ ترین کافر بھی یہ کہنے پر آخر مجبور ہو جاتا ہے کہ فاروق اعظم کی خدمات بے مثال ہیں اسلام کا درد رکھنے والے اس نوجوان نے اللہ کے نظام کو اللہ کی زمین پر نافذ کیا آج اسلامی افواج کی باقاعدہ شکل ان کی تنخواہیں رخصتیں وظیفے پنشن تمام نظام فاروق اعظم نے ترتیب دیا۔ ڈاک کا باقاعدہ نظام اسکول مدرسے گویا کہ تمام امور جن کی انسانی معاشرے میں انسانی زندگی کو ضرورت تھی آپ نے ان کا انعقاد کیا جو آج کی دنیا اور رہتی دنیا تک عظیم مثال رہے گی موجودہ دور کی حکومتوں کے تمام محکمے خلفاء راشدین کے قائم کردہ ہیں (حضور کی عسکری زندگی صفحہ ۲۵)

موجودہ دفاعی افواج میں اسوہ رسول ﷺ کا فقدان

قرون اولیٰ کے مسلمان عسکری کی پہچان اس کے لباس اس کے ظاہری افعال شکل و صورت سے ہوتی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سب کے سب مجاہد تھے اسلامی افواج ان کے چہرے پر اسلام کے عظیم شعائر داڑھی جو کہ تمام انبیاء فقہا محدثین تمام مسلمانوں کی سنت ہے لیکن موجودہ دور میں جتنا فقدان اتباع رسول کا افواج میں ہے اس کی جتنی مثال دی جائے کم ہے کہا جاتا ہے ملک قلعے مورچوں کو فتح کرنے کے لئے بڑے بڑے ہتھیاروں کی ضرورت ہے لیکن یہ کہنا بھی بیجا نہیں ہتھیار چلانے کے لئے قوت بازو کی ضرورت ہے اور قوت بازو ایمانی جذبے سے پیدا ہوتی ہے آج موجودہ دور میں افواج کی کثیر تعداد موجود ہے لیکن ہندو ہمیں چیلنج دے رہے ہیں قرآن نے اس کا جواب چودہ سو سال قبل دے دیا۔

انتم الاعلون ان کنتم مومنین

تم ہی بلند (فتح یاب) رہو گے اگر تم مومن ہو لیکن میں جرات کے ساتھ کہوں گا کیا وجہ ہے ہماری افواج کے اندر اسلامی طریقہ جہاد رائج نہیں۔

معاشرتی دفاع

معاشرے کے ہر فرد کے لئے یہ انتہائی لازمی ہے معاشرے میں ہر قسم کی رسمی غیر رسمی برائیوں کے قلع قمع کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم کوئی برائی دیکھو اسے ہاتھ سے منع کرو اگر اس کی استعداد نہیں رکھتے ہو زبان سے منع کرو اگر اس کی بھی استعداد نہیں رکھتے تو کم از کم دل میں ضرور برا محسوس کرو یہ ایمان کی ضعیف علامت ہے ایسا بھی نہ کیا تو سمجھ لو کہ ایسا شخص ایمان سے خالی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں ہمارے اوپر یہ فریضہ لازم آتا ہے کہ ہم اسلامی معاشرے کے اندر پیدا شدہ تمام خرافات کو دور کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں معاشرے کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلامی حدود کا ہر وقت دفاع کرے اس راہ میں جو تکلیف اٹھانی پڑی اسے ضرور اجر و ثواب ہو گا خلفائے راشدین کے دور میں بھی ان انسانی حقوق کی اخلاقی نگہبانی کو رہتی دنیا تک ایک عظیم راہ عمل بنا دیا گیا سرکار دو عالم نے ان حضرات صحابہ کی شان میں ارشاد فرمایا اصحابی کالنجوم الخ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اخلاقی دفاع

نبی آخر زماں کا ارشاد گرامی ہے تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے اخلاق کا اچھا ہونا نیک بختی کی علامت ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسعلات ہے خداوند عزوجل نے خود فرمایا اور لوگوں کے ساتھ اچھی طرح بات کیا کرو۔ معلوم ہوا کہ اچھی طرح بات کرنا اور باہمی آداب کا خیال رکھنا یہ بھی سعادت اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے لیکن اسلام نے اخلاق کلام و تعلیم پر ہی ختم نہیں کیا بلکہ اخلاق کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمارے اخلاق ایسے ہوں جس سے اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچے تکلیف نہ پہنچے سرکار دو عالم کا ارشاد گرامی ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

معلوم ہوا کہ اسلامی معاشرے میں ایک مسلمان کی زندگی ایک دوسرے کے لئے باعث تقلید ہونی چاہئے نہ کہ باعث تکلیف نہ ہو چنانچہ فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں پر زور دیا ہے کہ وہ ایسے اخلاق کے حامی ہوں جس سے لوگ اسلام کی حقانیت کو سمجھ سکیں یہی فلاح اور سعادت مندی کا راستہ ہے فرمایا۔

خیر الناس من ینفع الناس

لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے۔

دفاع کی تیاری

کفار دشمنان اسلام امت مسلمہ کو کمزور کرنے کے لئے اور انہیں نقصانات سے دوچار کرنے کے درپے رہتے ہیں مسلمان عسکری اور ہر مسلمان کے لئے فرض ہے کہ لوگوں کے غلیظ ارادوں سے کبھی غفلت نہیں برتنی چاہیے مسلمان کی خصوصی شان ہے وہ جہاد کے عظیم منصب سے کبھی غافل نہیں رہتا خداوند عزوجل نے دین اسلام کے دشمنوں کو شکست دینے کے لئے ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہونے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے اور ان (کفار) کے مقابلے میں جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان (حرب) درست رکھو قوت پلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے ذریعہ تم اپنے دشمنوں پر ان کے علاوہ دوسروں پر بھی کہ تم انہیں نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے جو کچھ بھی تم اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے وہ تمہیں اس کا پورا پورا اجر دے گا اور تمہارے لئے ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔

دفاع کے ذریعے کفار پر غلبے کا حکم

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فوقیت دی ہے صرف مسلمانوں کو اپنے اندر مسلمانوں والے اوصاف پیدا کرنے چاہئیں مسلمانوں نے جب بھی ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کیا کافروں پر غلبہ اور فتح و نصرت نے قدم چومے چنانچہ خداوند قدوس نے اپنے نبی امام المجاہدین رحمت دو عالم ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا! اے نبی مومنین کو قتال پر آمادہ کیجئے (جہاد صفحہ ۴۲)

بے جگری سے دفاع

مسلمان مجاہد عسکری کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوب ہمت جفاکشی جرات اور نہایت بے جگری سے دفاع کرنا جانتا ہوں اور اس سلسلہ میں کسی طرح نرمی و سلوک کا معاملہ قطعاً" نہیں کرنا چاہئے حکم خداوندی ہے اے ایمان والو کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہئے اور جانتے ہو اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

دفاع کے لئے حکم ثانی

(اے مسلمانو) سو جب تمہارا مقابلہ کافروں سے ہو جائے تو ان کی گردنیں مار چلو یہاں تک کہ ان کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد یا محض احسان رکھ کر چھوڑ دو یا معاوضہ لے کر چھوڑ دو اسی طرح ہے اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن (حکم) اس لئے (دیا) تاکہ تم میں سے ایک کا دوسرے کے ذریعے امتحان کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اور انہیں سنبھالے رکھے گا اور ان کی حالت درست رکھے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

دفاع اسلامی کے آداب

حضرت سلیمان بن بریدہؓ اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو کسی لشکر یا جماعت مجاہدین پر امیر مقرر کرتے تو اسے خصوصی طور پر اس بارے میں اللہ جل شانہ کے تقویٰ اور خوف و ڈر اور ساتھی مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی وصیت کرتے پھر فرماتے اللہ جل شانہ کا نام لے کر جنگ لڑو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والوں کے ساتھ لڑو جہاد کرو مال غنیمت میں خیانت مت کرو دھوکہ مت دو نقض عہد مت کرو مثلہ ہاتھ و پیر کاٹا نہ کرو چھوٹے بچے کو قتل مت کرو اور جب اپنے مشرک دشمن سے ملو انہیں تین باتوں سے ایک بات کی طرف بلاؤ ان میں سے جس بات کو بھی وہ قبول کرلیں اسے ان کی جانب سے قبول کرکے ان سے جنگ کرنے سے باز رہنا پھر انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو اسے تسلیم کرلینا لیکن اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو ان سے جزیہ کا مطالبہ کرنا اگر وہ اسے مان لیں تو ان سے جزیہ قبول کرکے ان سے جنگ سے باز رہو اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کردیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرکے ان سے قتال کرنا اور جب تم کافروں کے کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے مطالبہ کریں کہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کا عہد و پیمان دیا جائے تو تم انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی نبی کا پیمان نہ دینا بلکہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے عہد و پیمان دینا اس لئے کہ تم اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد و پیمان کو توڑو یہ اس سے آسان ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کو توڑو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعہ امت مسلمہ کے مجاہدین کے لئے جہاد کے آداب بیان کئے ہیں اور اسی طرح امیر کو امیر اس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ حالات سمجھے لوگوں کا مزاج دیکھے اور ماتحتوں کے ساتھ خیر خواہی کرے مسلمان اللہ جل شانہ کی مدد لے کر میدان میں اترتا ہے اس کی رضا اور اس کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرتا ہے مسلمان مال غنیمت میں کبھی خیانت نہیں کرتا دھوکہ دینے اور عہد شکنی سے باز رہتا ہے دشمن کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے بدشکل نہیں بناتا چھوٹے بچوں کو قتل نہیں کرتا یہ وحشت اور ظلم ہے (رواہ مسلم واصحاب السنن الاربعہ)

دفاع میں ثابت قدمی

جنگ ایک تکلیف دہ عمل ہے جنگ میں جسم اور روح دونوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کے ساتھ جان کے چلے جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے دھوپ

باقی صفحہ ۳۹ پر

اسلامی تہوار

حیات اللہ صابر
سبی اسکاؤٹس سبی

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے لوگ اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں کوئی فرقہ اور قوم ایسی نہیں ہے جس کے ہاں جشن اور تہوار کے کچھ دن مخصوص نہ ہوں۔

ہر مذہب کی طرح اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں جو ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کے نام سے مشہور ہیں اور ان دونوں کو امت مسلمہ مذہبی دائروں کے اندر رہ کر بڑے احترام سے مناتے ہیں ان دونوں کے علاوہ باقی جتنے بھی تہوار ہیں اسلام میں ان کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں بلکہ اکثر اسلامی نقطہ نظر سے خرافات ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا آغاز اس وقت سے ہوا ہے جب سردار دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اس وقت سے شروع ہوا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے۔ تو اہل مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے سے اسلام قبول کر چکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت ہے اور حیثیت ہے؟ (یعنی تمہارے ان تہواروں کی کیا اصلیت اور تاریخ ہے) انہوں نے عرض کیا کہ "ہم جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر" (سنن ابی داؤد)

قوموں کے تہوار دراصل ان کے عقائد و تصورات کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے دور میں اہل مدینہ جو دو تہوار مناتے تھے وہ جاہلی مزاج اور جاہلی روایات ہی کے آئینہ دار ہوں گے رسول پاک ﷺ نے بلکہ حدیث کے صریح الفاظ کے مطابق خود اللہ تبارک تعالیٰ نے ان قدیمی تہواروں کو ختم کرا کے ان کی جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو تہوار اس امت کے لئے مقرر فرما دیئے ہیں جو اس کے توحیدی مزاج اور اصول حیات کے عین مطابق اور اس کی تاریخ و روایات اور عقائد و تصورات کے پوری طرح آئینہ دار ہیں۔ ان دو تہواروں کی مذہبی حیثیت کیا ہے اور اسلام میں اس کی کیا بنیاد ہے' اس کے متعلق درج ذیل چند الفاظ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ تاکہ جو مسلمان' ان کے حیثیت سے ناواقف ہوں تھوڑی سی واقفیت حاصل کر سکے۔

"عید الفطر"

رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے رمضان دینی و روحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے افضل اور مبارک مہینہ ہے۔ اس میں قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا۔ اس پورے مہینہ کے روزے مسلمانوں پر فرض کئے گئے یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ کا اور ہر طرح کی طاعات و عبادات کی کثرت کا مہینہ قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس مہینہ کے اختتام پر جو دن آئے ایمانی اور روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو اس امت کے جشن اور مسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے چنانچہ اسی دن کو عید الفطر کا دن قرار دیا گیا۔ جو مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق منایا جاتا ہے۔

"عید الاضحیٰ"

دس ذی الحجہ وہ تاریخی دن ہے جس میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل کو ان کی رضامندی سے قربانی کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیا اور ان کے گلے پر چھری رکھ کر اپنی سچی وفاداری اور تسلیم و رضا کا ثبوت دیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عشق و محبت کے اس امتحان میں ان کو کامیاب قرار دیا اور حضرت اسماعیل کو زندہ سلامت رکھ کر ان کی جگہ جانور کی قربانی قبول فرمائی تھی۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس ادا کی نقل کو قیامت تک کیلئے "رسم عاشقی" قرار دے دیا تھا۔ پس اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جا سکتا ہے تو اس امت مسلمہ کیلئے ملت ابراہیمی کی وارث اور اسوہ خلیلی کی نمائندہ ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کے دن کے مقابلے میں کوئی دوسرا دن اس کا مستحق نہیں ہو سکتا اس لئے دوسری عید ۱۰ ذی الحجہ کو قرار دیا گیا۔

جس وادی میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا یہ واقعہ پیش آیا تھا اسی وادی میں پورے عالم اسلامی کا حج کے سالانہ اجتماع اور اس کے مناسک قربانی وغیرہ اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عیدالاضحی کی تقریبات نماز' قربانی' یہ سب اسی واقعہ کی یادگار ہے۔

ان خصوصیات کی وجہ سے ان دونوں یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ کو یوم العید اور مسلمانوں کا تہوار قرار دیا گیا۔

ان خوشیوں کے موقع پر اپنے مسلمان بھائی کا خیال رکھنا بہت ضروری اور لازمی ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے بھائی چارے کا رشتہ جوڑا ہے جب مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں تو خوشی اور غمی دونوں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہوگا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو عید کی خوشیاں مناتے رہے نئے نئے کپڑے پہنتے رہے قسم قسم کے کھانے کھاتے رہے اور غریب مسلمان بھائی بھوکا پیاسا رہے اور ان کے بچے دوسرے کے بچوں کو خوبصورت لباس میں ملبوس دیکھ کر روتے رہے۔

عیدالاضحی کے موقع پر اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہم جو قربانی کرتے ہیں کس مقصد کے لئے کر رہے ہیں۔ خدانخواستہ اس میں دکھلاوا تو شامل نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے غرض سے سنت ابراہیمی کو ادا کرنا چاہئے اور گوشت بجائے فریج اور ڈیپ فریز میں رکھنے کے اپنے ان غریب مسلمان بھائیوں کے ہاں بھجوائیں جو سال بھر گوشت کھانے کیلئے ترستے ہیں۔ تاکہ وہ بھی اس خوشی میں سب کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

کاش اگر ہم مسلمان اپنے ان دو تہواروں کو صحیح طور پر اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و تعلیم کے مطابق منائیں تو اسلام کی روح اور اس کے پیغام کو سمجھنے سمجھانے کیلئے صرف یہ دو تہوار ہی کافی ہو سکتے ہیں۔

○

احکامِ خُداتعالیٰ عزوجل

اور ہماری کوتاہی

قاری عنایت الرحمان رحمانی

قرآن مجید جو احکام خداوندی کی ایک لاریب کتاب ہے اور اسرار و رموز کا ایک جہاں ہے اور جس کا ہر نکتہ بے مثال ہر بات باکمال' ہر جملہ قیمتی ہر عنوان لازوال' ہر صفحہ ایک کتاب' ہر لفظ درنایاب ہے' یہی کتاب امت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

احکام خدا کو ہنسی کھیل نہ سمجھو اور خدا نے تم پر جو احسان کیئے ہیں ان کو یاد کرو اس کا یہ احسان بھی نہ بھولو کہ اس نے تم پر کتاب اور عقل کی باتیں اتاری ہیں اور منظور یہ ہے کہ تمہیں ان حکموں کے یا کتاب کے ذریعہ سے نصیحت کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔

میں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے میری قضا کو تسلیم کیا اور میری بلا پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر شکر ادا کیا میں اس کو اپنے ہاں صدیق لکھتا ہوں اور جس نے میری قضاء کو تسلیم نہ کیا اور میری بلا پر صبر نہ کیا اور میری نعمتوں پر شکر نہ کیا پس چاہئے کہ میرے سوا اور رب کی تلاش کرلے۔

آپ فرمادیجئے کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں کا پتہ بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹے میں ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوشش اور محنت دنیا ہی کی زندگی میں غارت اور ضائع ہوگئی اور وہ اپنے خیال میں یہی سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

دوزخ کے عذاب سے ڈرتے رہو جو نافرمانوں اور منکروں کے لئے تیار ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا حکم مانو تو عجب نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے۔

مسلمانو! تم ہماری یاد میں لگے رہو تاکہ ہمارے ہاں بھی تمہارا ذکر خیر ہوتا رہے اور ہمارا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ان کو اپنا راستہ بتادینگے۔

جس شخص کو میرا ذکر سوال کرنے سے روک لے میں اس کو سوال کرنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔

اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانی چاہے تو اس کے سوا کوئی اس کی تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر تم کو کسی قسم کا فائدہ پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

شاید کہ تم برا مانو کسی شئی کو حالانکہ وہ تمہارے لیئے اچھی ہو اور شاید کہ تم محبت کرو کسی چیز سے حالانکہ وہ تمہارے لیئے مضر ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک

وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی خور کو پسند نہیں کرتا۔

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے خدا اس کے لئے وجہ خروج بنا دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جو اس کے خواب وخیال میں بھی نہ تھی۔

بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم خود نہیں کرتے۔

لوگو! جب تک خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ چیزیں خرچ نہیں کرو گے جو تم کو عزیز اور پیاری ہیں نیکی کے درجہ کو ہرگز نہیں پہنچو گے اور کوئی سی چیز بھی خرچ کرو اللہ اس کو جانتا ہے۔

ظالموں پر خدا تعالیٰ کی لعنت جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال کر ان میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ توبہ تو قبول کرتا ہی ہے مگر ایسے لوگوں کی جو نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھتے ہیں اور جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ایسوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کا حال جانتا ہے اور دین و دنیا کی مصلحتوں سے واقف ہے۔

اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو عمر بھر تو برے کام کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں جب کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو تو کہنے لگے کہ اب میری توبہ' اور اسی طرح ان کی بھی توبہ قبول نہیں ہوتی جو کافر ہی مرگئے یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اے ایمان والو! کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا کہ جن پر تم سے پہلے کتاب اتری لیکن زمانہ دراز گذر جانے پر ان کے دل سخت ہو گئے اور وہ اس کو فراموش کر بیٹھے۔

خبردار نیک کام میں خرچ کیے ہوئے روپے کو احسان جتا جتا کر' دکھ دینے والے کلمات کہہ کر ضائع نہ کرو اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں اپنی لڑکیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہو کہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ان سے خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ کی جائے۔

گمراہوں کے سوا ایسا کون ہے جو اپنے پروردگار کی رحمت سے ناامید ہو۔

جو شخص سیدھے راستہ پر چلا وہ اپنے ہی ذاتی فائدہ کے لئے چلا اور جو بھٹکا تو اس کے بھٹکنے کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا پڑے گا اور کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے بار گناہ کو اپنے اوپر نہیں لے گا اور جب تک ہم رسول بھیج کر تمام حجت نہ کرلیں کسی کو اس کے گناہ کی سزا نہیں دیا کرتے۔

اے پیغمبر (ﷺ) ایسا نہ سمجھنا کہ خدا ان ظالموں کے افعال سے غافل ہے اور یہ جو فوراً ان پر عذاب نازل نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ ان کو اس حد مہلت دے رہا ہے جس دن کہ مارے خوف کے لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی جو ہماری ناراضگی لوگوں کی رضامندی کے لئے خریدتا ہے ہم اس کو انہی کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

مال اور اولاد دنیا کی چند روزہ زندگی کے بناؤ سنگھار ہیں اور اعمال نیک جنکا اثر دیر تک باقی رہنے والا ہے تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور توقعات آئندہ کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔

تم ہر اونچی جگہ پر بے ضرورت یادگاریں بناتے ہو اور بڑی بڑی صنعت کے محل تیار کرتے ہو کیا تم ہمیشہ دنیا ہی میں رہو گے؟

اے پیغمبر (ﷺ) لوگوں سے کہہ دو کہ میرا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کردیا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ مگر اکثر لوگ تقسیم رزق کی مصلحتوں سے واقف نہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے تفرقہ کیا اور فرقے فرقے ہو گئے تجھے ان کے بارے میں کوئی اختیار نہیں ان کا معاملہ خدا کے حضور پیش ہے اور ان کو ان کے افعال سے خبر دیگا۔

جہان کا مال و متاع مثل آب باراں کے ہے یعنی بارش اگر ضرورت کے موافق برسے تو نافع ہے اور اگر زیادہ برسے تو باعث بربادی ہو جاتی ہے اسی طرح مال بقدر ضرورت نافع اور فائدہ مند ہے اور زائد از ضرورت باعث گرفتاری معصیت ہے۔

آدمی بہتری کی دعا مانگنے سے تو کبھی نہیں اکتاتا اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دل شکستہ اور بالکل ناامید ہو جاتا ہے' ناشکری عذاب کی خوشخبری ہے۔

اس قرآن کا مقصود لوگوں کو سمجھانا ہے لیکن ہدایت اور نصیحت تو اس سے وہی لوگ پکڑتے ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف ہے۔

••

ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
سنارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۲۴۳۵۰۸۰

کنری میں قادیانیوں کی گرفتاری کے لئے چھاپے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما علامہ احمد میاں حمادی مولانا حفیظ الرحمان' جنرل سیکریٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری میاں عبد الواحد کی درخواست پر مل پیڑی گراونڈ میں سر ظفر اللہ کرکٹ ٹورنامنٹ کی افتتاحی تقریب میں ٹورنا منٹ کے منتظمین کی طرف سے اسلامی شعائر بسم اللہ شریف اور اسلام و علیکم اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے پر کنری پولیس کے ایس ایچ او فاضل حسین نے سات قادیانیوں مرزا مبارک احمد عبد المجید زاہد' مرزا بشیر احمد' منور حسین بھٹی' مرزا رفیق احمد امتیاز احمد' ایک قادیانی نامعلوم ان سب پر ۲۹۸ کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا ہے پولیس نے ملزمان کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارنے شروع کر دیئے ہیں اس موقع پر ایس پی عمر کوٹ' ایس ڈی ایم سامارو مختار کار کنری اور دیگر افسران بھی موقع پر موجود تھے۔

(رپورٹ قیصر سلطان کنری سندھ)

کنری میں شبان ختم نبوت پاکستان کا قیام"

کنری (پ۔ر) کنری میں شبان ختم نبوت کا ایک اجلاس زیر صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغ مولانا محمد راشد مدنی منعقد ہوا۔ جس میں کنری میں شبان ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل عہدے داران مقرر کئے گئے۔ سرپرست اعلیٰ میاں عبد الواحد' صدر عابد حسین' نائب صدر محمد ایوب جنرل سیکریٹری عبد الرشید بھٹی' اطلاعات و نشریات سیکریٹری ماسٹر ذوالفقار' خازن محمد عباس۔

(رپورٹ قیصر سلطان)

پنجاب اسمبلی کا لائق تحسین اقدام

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے

اخبارِ ختمِ نبوّت

مرکزی راہنماؤں مولانا عزیز الرحمان جالندھری مولانا اللہ وسایا صاحبزادہ طارق محمود' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں "تحفظ ناموس رسالت" کے سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرار داد کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب اسمبلی کی قرار داد مسلمانان پاکستان کے دل کی آواز ہے حکومت پاکستان کو ملک کے سب سے بڑے صوبے کی اسمبلی کی قرارداد نوشتہ دیوار سمجھتے ہوئے ہر قسم کی ترمیم سے باز رہنا چاہئے۔ نیز انہوں نے کہا قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران کو اس قسم کی قرار داد منظور کر کے اسلامیان پاکستان کے دلوں میں پائی جانے والی بے چینی کو دور کرنا چاہیے۔

نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن کے ممبران کا اجلاس حاجی سید سعید علی شاہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا ابن مسعود ہاشمی' میاں منیر احمد' شاکر حسین' ڈاکٹر شبیر علی بیگ' ظہیر الدین بابر' چودھری عبد القادر' میر محمد اسلم سید احسن سعید' اسمٰعیل میر سمیت کئی ایک کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں پنجاب اسمبلی کی قرار داد پر ممبران کو خراج تحسین پیش کیا گیا ۷ مئی کی ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لئے تحریک تحفظ ناموس رسالت کو تعاون کا یقین دلایا گیا۔

(رپورٹ محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا امام الدین قریشی کا دورہ ضلع بھکر

مولانا امام الدین قریشی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بھکر کے دورہ پر تشریف لائے آپ نے یوسف شاہ۔ بل۔ دیوالہ۔ پنج گورائیں۔ دریا خان۔ کوٹلہ جام اور بھکر کا تفصیلی دورہ کیا۔ ان بستیوں اور شہروں کی مساجد میں تقاریر اور درس قرآن پاک بھی دیا۔ جماعتی دوستوں سے نجی ملاقاتیں بھی۔ کوٹلہ جام اور جامعہ رشیدیہ بھکر کے جلسہ عام میں خطاب بھی کیا۔ آپ نے قادیانیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ ڈش اینٹینا پر پابندی کا مطالبہ کیا تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو برقرار رکھنے کا مطالبہ کیا۔ اور حکومت پر واضح کیا کہ اگر توہین رسالت کی سزا والی دفعہ کو چھیڑا گیا۔ تو حکومت کا آخری دن ثابت ہوگا۔ آپ نے بھکر کے جلسہ عام میں تمام بنیاد حقوق انسانی تنظیم کی سخت مذمت کی انھوں نے ڈاکٹر دین محمد فریدی کے خلاف اپنے رسالہ "جہد حق" میں جھوٹ لکھا اور ڈاکٹر صاحب کو حکم دیا کہ اس تنظیم کے خلاف قانونی کاروائی کرے۔

حافظ غلام رسول کا سانحہ ارتحال

مولانا امام الدین قریشی کی تقریر سے پہلے حافظ غلام رسول صاحب نے تلاوت کلام پاک کی اور گھر تشریف لے گئے۔ کلمہ طیبہ پڑھا اور جان خدا کے سپرد کر دی۔

حافظ صاحب کوٹھ جام کے بہترین حافظ قرآن اور قابل احترام شخصیت تھے ساری عمر عید گاہ کوٹھ جام میں قرآن پاک کی تعلیم دیتے رہے۔ نام و نمود سے دور رہنے والی اس شخصیت نے زندگی بھر لاوڈ سپیکر پر قرآن پاک کی تلاوت نہیں کی آخری موقع پر خود خواہش کا اظہار کیا۔ بالکل تندرست تھے۔ اللہ تعالیٰ درجات کو بلند فرماوے "آمین" بھکر مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی نے کوٹھ جام جا کر تعزیت کی اللہ تعالیٰ حافظ مرحوم حافظ صاحب کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے۔ آمین

توہین رسالتؐ کے قانون میں ترمیم نہ کی جائے

گزشتہ روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام بلدیہ ہال میں تحفظ ناموس رسالت سیمینار قاری عبدالحئی عابد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالحمید قادری (جے یو پی نیازی گروپ) قاضی خالد محمود ایڈووکیٹ، مولانا عبدالستار، مولانا انعام اللہ شاہ، مولانا عبدالعزیز، خالد لطیف چیمہ، شیخ محمد اصغر، شیخ محمد اعجاز، مولانا محمد اشرف ستی ایڈووکیٹ نے خصوصی شرکت کی مقررین نے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ توہین رسالت کے قانون میں آئے روز ترمیم کے اعلانات و تردید سے پوری پاکستانی قوم کو ذہنی تشویش میں مبتلا نہ کرے اور ایک ایک کرکے دینی قدروں کو پامال کرتے ہوئی حکومت اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کا سلسلہ بند کرے انہوں نے کہا کہ امریکہ جانے سے قبل توہین رسالت کے ملزمان کی رہائی اور امریکہ سے واپسی پر قانون میں ترمیم کی باتیں نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہیں ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں آخر میں قرارداد کے ذریعہ مجاہد ختم نبوت نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی برطرفی کی پر زور مذمت کرتے ہوئے بحالی کا مطالبہ کیا گیا اس کے ساتھ اعلامیہ میں یہ وضاحت بھی کی گئی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان خالصتاً" مذہبی تحریک ہے جس کا سیاست اور فرقہ واریت سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے یہ تمام مکاتب فکر کی متحدہ نمائندہ جماعت ہے۔

بقیہ: جہاد قیامت تک جاری رہے گا

اسلامیہ پر بمباری ایک مقدس فریضہ تھا مرزا محمود احمد نے کہا

"صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہوکر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد احمدیوں کا مذہبی فرض ہے"۔

قادیانی جماعت نے لارڈ ریڈنگ کو اپنے ایڈریس میں بھی اپنی جنگی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کابل سے جنگ میں ہماری جماعت نے علاوہ ہر قسم کی مدد کے ایک ڈبل کمپنی اور ایک ہزار افراد کے نام بھرتی کے لئے پیش کئے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضاکارانہ کام کرتے رہے۔

ایک اور خطبہ جمعہ میں مرزا محمود احمد نے کہا کہ

شاید کابل کے ساتھ ہمیں کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑتا آگے چل کر کہا کہ پس نہیں معلوم کہ ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

امن و آشتی اور اسلامی نظریہ جہاد کو ملاؤں کے وحشیانہ اور جاہلانہ بے ہودہ خیالات قرار دینے والے مرزائیوں کے حقیقی خدو خال مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے اور بھی عیاں ہو جاتے ہیں انہوں نے کہا کہ "اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے جو مسیح (حضرت عیسیٰ) آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح اس لئے آیا ہے کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے"۔

"پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا مگر اب (مرزا غلام احمد) اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں گے"۔

اس سے اندازہ ہوا کہ اسلام کے نظریہ جہاد کو منسوخ قرار دینے اور سارے عالم اسلام میں اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے بعد اپنے لئے اور سامراجی مقاصد کے لئے جہاد اور قتال کو جائز قرار دینے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا جارہا تھا۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کا کافروں یا خود ان کے خلاف لڑنا تو ہمیشہ کے لئے حرام تھا مگر عیسائیت کے جھنڈے تلے یا کسی کافر حکومت کے مفاد میں یا خود مرزائیوں کے لئے جہاد اور قتال اور لڑنا لڑانا سب جائز ہے۔

بقیہ: مولانا احمد علی لاہوری

عبید اللہ انور نے ان کی وفادارانہ اتباع میں دین حق کی بہت خدمت کی اور مولانا انور کی وفات کے بعد اب یہ فریضہ ان کے بیٹے حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ نہایت بخوبی ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالی مولانا کے اس نظام کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے اور اسے ترقی و استحکام عطا فرمائے۔ (آمین)

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

بقیہ: اسلام کا نظام دفاع

بارش سردی گرمی آندھی بھوک پیاس گولوں اور گولیوں کی بارش بھاگ دوڑ جنگ کا ایک جزو ہیں ان حالات میں مجاہد کو ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے مصیبت سے نہ گھبرانا اپنے عزم میں اٹل رہنا اور تکالیف پر ثابت قدم رہنا دشواریوں میں ہمت نہ ہارنا ہی مجاہد کا امتحان و آزمائش ہے دفاع جنگ میں اسی کی جیت ہوتی ہے اگر ثابت قدمی نہ ہو تو باقی صفات ناکارہ ہو جاتی ہیں ایک نہایت دلیر اور نہایت تربیت یافتہ فوج بھی اگر ثابت قدمی کے وصف سے عاری ہو تو اس کی دلیری اور اس کی تربیت اسے کچھ کام نہیں دیتی اور شکست اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ انبیاء علیہ السلام اور ان کے ہمراہی اللہ کے نیک بندے جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا انہوں نے اللہ تعالی سے ثابت قدمی کی دعا کی چنانچہ قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے کتنے ہی نبیوں نے جہاد کیا اور اللہ کے نیک بندے ہوئے تھے تو انہوں نے اللہ کے لئے پہنچنے والی تکلیفیں خوشی سے اٹھائیں اور وہ نہ گھبرائے نہ کمزوری دکھائی بلکہ یہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے قدموں کو ثبات دے اور ہمیں کافروں پر فتح دے پس اللہ تعالی نے انہیں دنیا و آخرت دونوں کا بہت اچھا ثواب عطا کیا۔ (۳ آل عمران ۱۴۶ تا ۱۴۸)

بقیہ: آپ کے مسائل

داڑھی کا مسئلہ

س :۔ نکاح کرنا سنت ہے اور داڑھی رکھنا بھی سنت ہے مسئلہ "اس طرح ہے کہ
لڑکے نے داڑھی رکھی ہے ایک سنت ادا کی اب لڑکا دوسری سنت ادا کرنا چاہتا ہے یعنی شادی کرنا چاہتا ہے لیکن جس لڑکی سے رشتہ طے ہوا ہے وہ لڑکی کہتی ہے پہلے داڑھی ختم کرائیں کیا لڑکی کے کہنے پر داڑھی منڈوائی جاسکتی ہے دوسری بات یہ ہے لڑکی لڑکے کی پسند بھی ہے اب یہ مسئلہ کس طرح حل ہوگا لڑکے کو کیا کرنا ہوگا۔

ج :۔ داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈوانا گناہ کبیرہ ہے اس نامعقول لڑکی کا یہ مطالبہ تو بعض علماء کے نزدیک اندیشہ کفر رکھتا ہے کیونکہ اس سے داڑھی کی توہین مترشح ہے اس لڑکی کو توبہ اور احتیاطاً" تجدید ایمان کرنی چاہئے ایسی بددین کو اپنی پسند بنانا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناخوش کرنا اور شفاعت نبوی ﷺ سے محروم ہونا ہے۔

غیر ضروری بال کاٹنے کا شرعی حکم

محمد عمر ملک

س :۔ زیر ناف اور زیر بغل بال صاف کرنے ہوتے ہیں ان کی حدود کہاں تک ہوتی ہے مثلاً" یہ کہ بعض کے جسم میں بہت سی جگہوں پر بال ہوتے ہیں زیر بغل کا تو کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ بغل کے نیچے جو بھی بال ہیں وہ صاف کئے جائیں لیکن جو بال زیر ناف ہوتے ہیں ان کی صفائی کیونکر ممکن ہے مثلاً" یہ کہ اس کی کہاں تک حدود ہیں کیا زیر ناف میں بالکل عین ناف کے نیچے سے بال صاف کرنے ہوتے ہیں اور کہاں تک کرنے ہوتے ہیں اس میں شہوت پر بھی بال ہوتے ہیں اور شہوت کے بالکل قریب دائیں بائیں رانوں پر بھی ہوتے ہیں اور پاخانے کی جگہ پر بھی ہوتے ہیں اور پاخانہ کی جگہ سے اوپر بھی ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ایک لکیر بالوں کی نکلتی ہے اور پاخانہ کی جگہ پر چھوتی ہے اور یہ تحریر کریں کہ یہ بال کتنے دنوں میں صاف کرنے چاہئیں۔

ج :۔ (I) ناف کے نیچے سے لے کر رانوں کی جڑ تک اور شرم گاہ (آگے پیچھے) کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے۔

(II) ہر ہفتہ صفائی افضل ہے چالیس دن تک چھوڑنے کی اجازت ہے اس سے زیادہ وقفہ ممنوع ہے۔

محلے کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

س :۔ مسجد کے اندر نماز ہو چکی ہے جبکہ مسجد کے قریب محلہ و بازار موجود ہے پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا ہو رہی ہے مسجد کے اندر امام موجود ہے ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ کا شرعی حکم کیا ہے قرآن وسنت کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ رہبری فرمائیں مہربانی ہوگی۔

ج :۔ مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے اس کے مرتکب گناہ گار ہیں علامہ شامی نے دلیل کراہت وہ حدیث لکھی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو اپنی مسجد میں دوسری جماعت نہیں کی بلکہ مکان پر آکر کی الخ (کمافی الرد المختار ج ۱ ص ۵۵۳)

بیمہ کی شرعی حیثیت

غازی احمد۔ بالاکوٹ

س :۔ ہمارے ملک میں اسٹیٹ لائف انشورنس اسکیم کے نام سے ایک کاروبار ہو رہا ہے جو اس وقت کافی وسیع ہو چکا ہے اس کے مالہ وماعلیہ سے تو جناب والا واقف ہی ہوں گے۔ بندہ کے متعلقین میں سے کچھ حضرات اس کام میں لگے ہوئے ہیں وہ اس کے متعلق بتا رہے ہیں کہ اس میں رقم کی ایک خاص مقدار متعین کرکے خاص مدت کے اندر قسطوار جمع کرنا ہوتی ہے یہ پالیسی لینے کے لئے ایک فارم پر کیا جاتا ہے جس کے بعد آدمی باقاعدہ اس کا ممبر بن جاتا ہے اب پالیسی لینے کے بعد اگر وہ آدمی تھوڑے دنوں کے بعد مرجائے خواہ اس نے ایک ہی قسط جمع کی ہو یا زیادہ مدت کے بعد مرے بہرحال رقم پوری ہونے سے پہلے کسی وقت بھی موت واقع ہونے کی صورت میں اسٹیٹ لائف اس کے ورثا کو اچھی خاصی مقدار رقم دینے کی پابند ہے مثلاً" کسی نے پالیسی لینے کے بعد چار پانچ ہزار روپے جمع کئے تھے کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو اب اسٹیٹ لائف اس کے ورثا کو ایک لاکھ روپیہ دے گی۔ اور اگر وہ زندگی میں پالیسی پوری کرلے تو جتنی رقم اس نے جمع کی ہے اس کے ساتھ مقرر اضافہ لگا کر وہ اس کو واپس کی جائے گی اب دو باتیں جناب سے دریافت طلب ہیں ایک یہ کہ کیا اسٹیٹ لائف کی پالیسی لینا جائز ہے یا نہیں اور دوسرے یہ کہ اس اسکیم کا رکن بن کر لوگوں کو ترغیب دینا اور اس کام میں لگانا اور اسٹیٹ لائف کی طرف سے اس کا معاوضہ لینا کیا یہ جائز ہے یا حرام؟

ج :۔ (۱) بیمہ زندگی کی حقیقت سود یا جوئے پر مبنی ہے جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں (کفایت المفتی ج ۸ ص ۷۹)

(۲) یہ حرام در حرام ہے ایک لوگوں کو حرام کی ترغیب دینا اور دوسرے اس حرام پر اجرت لینا فقط واللہ اعلم

طلاق مشروط

نسرین جعفر۔ راولپنڈی

س :۔ یہاں ایک مسئلے میں اختلاف ہو رہا ہے امید ہے قول فیصل تحریر فرمائیں گے شوہر نے بیوی سے کہا کہ قسم اٹھاؤ جو بات میں اب تمہیں بتا رہا ہوں کسی کو نہیں بتاؤں گی اور اگر بتاؤ گی تو تین طلاق ہے بیوی نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا۔ شوہر نے کہا اچھا شام کو بتاؤں گا اس نے وہ بات بتادی اور عورت نے وہ بات لوگوں کو بھی بتادی کیا یہ مذکورہ بالا فقرہ تعلیق ہے اور کیا طلاق واقع ہوگی۔
اب شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر تم یہ بات کسی کو بتاؤ گی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا جبکہ عورت مدعیہ ہے کہ اس کے الفاظ یہ تھے کہ تین طلاق ہے اس اختلاف پر کسی عالم دین نے عورت سے گواہ طلب کئے مگر گواہ نہیں تھے مرد سے حلف لیا تو اس نے حلف اٹھالیا۔ اب کس کے قول کا اعتبار کیا جائے اگر مرد کے قول کا اعتبار کرلیا جائے اور عورت فی الواقع سچی ہو تو وہ اپنی جان چھڑانے کیلئے کیا تدبیر کرے تاکہ گناہ سے بچ سکے۔

ج :۔ مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق مسئلہ اختلاف طلاق میں حلف وشہادت کے قانون کے پیش نظر جب عورت کے پاس شرعی گواہ موجود نہ ہوں تو شوہر کا قول قابل اعتبار ہوتا ہے لیکن اگر عورت کو پورا وثوق اور اطمینان ہے اور اس نے خود سنا ہے کہ شوہر نے (طلاق ہے) کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور وہ عورت فی الواقع سچی ہے تو تین طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہیں اب بدون حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں لہذا ایسی صورت میں اس عورت کا اس مرد کے ساتھ رہنا اور اس کو اپنے اوپر صحبت کی قدرت دینا قطعاً" حرام ہے بلکہ جس طرح بھی ممکن ہوسکے اس سے علیحدگی اختیار کرلے خواہ خلع کا مطالبہ کرے خاندان کے بڑے بزرگوں کو درمیان میں ڈال کر جدائی حاصل کرلے نیز اس صورت خاص میں عدالتی خلع سے بھی کام چل سکتا ہے البتہ احتیاط یہ ہے کہ جب تک علیحدگی کا معاملہ صاف نہ ہوجائے یہ عورت دوسری جگہ نکاح نہ کرے فقط واللہ اعلم کذا فی فتاوی محمودیہ ج ۳ ص ۲۹، ۴۳ ..

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظّم واردات پر پاکستان کا شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اُٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوّث ہیں۔ ملکِ عزیز کو دشمن تباہ کُن حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پُرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آئیے دیکھئے اِن پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

① اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بجٹ آمد و خرچ تحریکِ جدید سنہ ۶۴-۱۹۶۳ء صفحہ ۳۵) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ (ہفت روزہ طاہر لاہور ج ۵ ش ۲۳ صفحہ ۱۵)

② اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۸۶ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

① مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ "اکھنڈ ہندوستان" بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ر مئی سنہ ۱۹۴۷ء)

② مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

① امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

② حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں "امریکی سفارت کاروں" کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جن کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دُنیا بھر کے یہودی، مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظّم سازشوں میں مصروفِ کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظّم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرونِ ملک بھجوا رہی ہے۔ اِن تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

اِن حالات میں

حکومتِ پاکستان اپنی ذمّے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (ملتان، پاکستان)